سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، حیدرآباد

معاشرتی علوم

ضلع سانگھڑ

تیسری جماعت کے لیے

برائے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ۔ حیدر آباد

ناشر

عجائب اسٹورز (رجسٹرڈ) فریر روڈ۔ سکھر

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ۔ حیدرآباد

منظور شدہ بطور واحد درسی کتاب برائے مدارس صوبۂ سندھ

مصنّفین

سکھیو خان چنّہ

نور محمد کھوسو

حافظ عبدالستّار میمن

ایم۔ پریس، کراچی

فہرست مضامین

نقشہ پاکستان
روس
عوامی جمہوریہ چین
افغانستان
جموں و کشمیر
صوبہ سرحد
اسلام آباد
صوبہ پنجاب
بھارت
صوبہ بلوچستان
ایران
دریائے سندھ
صوبہ سندھ
بحیرۂ عرب
بین الاقوامی حد
صوبہ کی حد
دارالحکومت
شمال
مشرق
مغرب
جنوب

پہلا باب:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمارا وطن

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا پیارا وطن پاکستان قائم ہوا۔ ہمارے وطن کے بانی قائداعظم محمد علی جناحؒ تھے۔

ہمارا وطن سرسبز و شاداب ہے۔ اس کے دریا اور وادیاں خوب صُورت اور دِلکش ہیں۔ ہمارے وطن کے لوگ محنتی اور جفاکش ہیں۔ غلّہ اُگانا، کارخانوں میں کام کرنا علم حاصل کرنا اور محنت کرنا ہمارے مشاغل ہیں

ہمارے پیارے وطن پاکستان کے چار صوبے ہیں۔

سِندھ - پنجاب - سرحد اور بلوچِستان۔

ہر صوبہ انتظامی لحاظ سے ڈویژنوں ضلعوں اور تحصیلوں میں تقسیم کیا گیا ہے ہمارا ضلع حیدرآباد ڈویژن میں ہے۔

ہمارے پیارے وطن پاکستان کے بیچ سے دریائے سِندھ بہتا ہے اس دریا کے پانی سے ہمارا پورا مُلک سرسبز و شاداب ہے۔

ہم سب کا فرض ہے کہ علم حاصل کریں۔ محنت کرکے اپنے پیارے وطن کو مزید ترقی دیں۔ اِس کو خُوش حال بنائیں اور اس کی حفاظت کے لیے دن رات کوشش کریں۔

دوسرا باب

ہمارا ضلع

یہ سندھ کا نقشہ ہے۔ اس میں سندھ کے سارے ضلعے دکھائے گئے ہیں۔ جس حصّے میں سیاہ لائنیں ہیں وہ ہمارا ہی ضلع یعنی سانگھڑ ہے۔ ضلعے کو گھیرے ہوئے یہ کالی لکیر جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ سانگھڑ ضلع کی حدود دکھاتی ہے۔ نقشے پر، اُوپر والے کونے میں یہ تیر کا نشان ہے۔ یہ نقشے کی سمتیں بتاتا ہے۔

دیکھیے، تیر کے اُوپر شمال، نیچے جنوب، ایک طرف مغرب اور دوسری طرف مشرق کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

سانگھڑ ضلع کے شمال میں خیرپور کا ضلع، جنوب میں حیدرآباد کا ضلع اور تھرپارکر ضلع، مغرب میں نواب شاہ ضلع ہے اور مشرق میں بھارت ہے۔

ضلعے کی زمین

جماعت میں آج سانگھڑ ضلع کا نقشہ لٹک رہا تھا۔ نقشے میں ۲ دو رنگ تھے۔ انور نے یہ نقشہ دیکھا۔ اس نے ماسٹر صاحب سے پوچھا: "جناب! اس

نقشے میں یہ رنگ کیوں استعمال کیے گئے ہیں؟"

ماسٹر صاحب - بچّو! یہ ہمارے ضلعے سانگھڑ کا نقشہ ہے۔ اس میں گہرے سبز رنگ کا جو حصّہ ہے، وہ "پکّا" کہلاتا ہے۔ پکّے کی زمین سیدھی اور سخت ہوتی ہے۔ زرد یا پیلے رنگ والا حصّہ جس میں باریک اور چھوٹے چھوٹے نقطے بھی لگے ہوئے ہیں، یہ حصّہ ریگستان کہلاتا ہے۔ ریگستان میں ریت کے ٹیلے ہی ٹیلے ہوتے ہیں۔

یہ دونوں حصے قدرتی ہیں - اس لیے ان کو قدرتی یا طبعی حصّے کہا جاتا ہے۔

جمڑاؤ نہر کی سیر

ماسٹر صاحب جیسے ہی جماعت میں آئے تو انھوں نے بچّوں کو جمڑاؤ نہر پر چلنے کو تیار پایا۔ سیر پر روانہ ہونے سے پہلے ماسٹر صاحب نے ان کو صفوں میں کھڑا کیا اور سیر کے متعلق ضروری باتیں سمجھائیں۔

سب بچّے ماسٹر صاحب کے ساتھ جمڑاؤ نہر کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ دور

نقشہ ضلع سانگھڑ
ضلع، طبعی حصّے، تعلقہ اور شہر
ضلع خیرپور
ضلع نواب شاہ
ضلع حیدرآباد
ضلع تھرپارکر
تعلقہ سانگھڑ
مکھی جی ڈنڈ
سانگھڑ
تعلقہ شہدادپور
شہدادپور
سنجھورو
پکا
تعلقہ سنجھورو
تعلقہ ٹنڈو آدم
تعلقہ کھپرو
کھپرو
ریگستان
نشان
ضلع کی حد
تعلقہ کی حد
پکا
ریگستان
تعلقے کے شہر
جنگلات
شمال
جنوب
مشرق
مغرب

تک تو پکی سڑک تھی لیکن تھوڑے ہی فاصلے کے بعد انھیں کچے راستے پر چلنا پڑا۔ راستے کے چاروں طرف قدرت کے نظارے دیکھ کر بچے بہت خوش ہو رہے تھے۔

جب وہ جمڑاؤ نہر کے کنارے پر پہنچے تو وہاں انھوں نے لوگوں کو کشتی پر سوار ہو کر دوسرے کنارے کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ ماسٹر صاحب نے بچوں کو بتایا کہ "یہ گھاٹ ہے۔ ایسے گھاٹ دریا پر بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے ضلع سانگھڑ سے دریا نہیں گذرتا۔ لیکن اس دریا کا پانی جمڑاؤ اور ایسی دوسری نہروں سے ہمارے یہاں پہنچ جاتا ہے۔ اس کو دریائے سندھ کہتے ہیں۔ ہمارے صوبۂ سندھ کا نام بھی اسی کے نام پر ہے۔

جمڑاؤ نہر سے ذرا دُور اللہ بخش نے گھنے درخت دیکھے۔ ان درختوں کو دیکھ کر اس نے ماسٹر صاحب سے پوچھا۔ "ماسٹر صاحب! یہ اتنے سارے درخت کس کے ہیں؟"

ماسٹر صاحب۔ بچو! یہ درخت جو تمھیں نظر آ رہے ہیں، جنگل ہے جنگل زیادہ تر پانی کے قریب یا دریا کے کنارے پر ہوتے ہیں۔

تیسرا باب: قُدرتی وسائل

آب وہوا

ماسٹر صاحب نے آج ایک چار رنگ والا گول چارٹ لاکر جماعت میں لٹکایا۔ پرویز نے پوچھا۔ "ماسٹر صاحب! یہ پہیئے جیسا گول رنگ برنگا چارٹ کیا ہے؟"

ماسٹر صاحب نے کہا۔ "بچو! یہ چار موسم والا چارٹ ہے۔ سبز رنگ بہار کے موسم کی نشانی ہے۔ گلابی رنگ موسم گرما کا، زرد رنگ خزاں کا موسم اور لال رنگ جاڑے کے موسم کی نشانی ہے۔

موسم کو فصل یا رُت بھی کہتے ہیں۔ بہار میں ہَوا خوش گوار ہوتی ہے۔ موسمِ گرما میں گرمی بڑھ جاتی ہے اور بارش بھی ہوتی ہے۔ خزاں کی ہوا ناخوش گوار ہوتی ہے۔ اس موسم میں فصلی بخار ہو جاتا ہے۔ موسم سرما میں سردی زیادہ ہو جاتی ہے۔ پورے سال کے چار موسموں کی تبدیلی کو آب و ہوا کہتے ہیں۔

جنگلات

صبح کو بچوں نے اسکول کے برآمدے میں بہت سارا لکڑی کا نیا سامان پڑا ہوا دیکھا۔ ان میں کچھ کرسیاں، کچھ میزیں اور کچھ بینچیں تھیں۔

سردی
۱ نومبر سے ۱۵ فروری تک
بہار
۱۶ فروری سے ۱۵ اپریل تک
خزاں
۱۶ ستمبر سے ۳۱ اکتوبر تک
گرمی
۱۶ اپریل سے ۱۵ ستمبر تک
جنوری
فروری
مارچ
اپریل
مئی
جون
جولائی
اگست
ستمبر
اکتوبر
نومبر
دسمبر
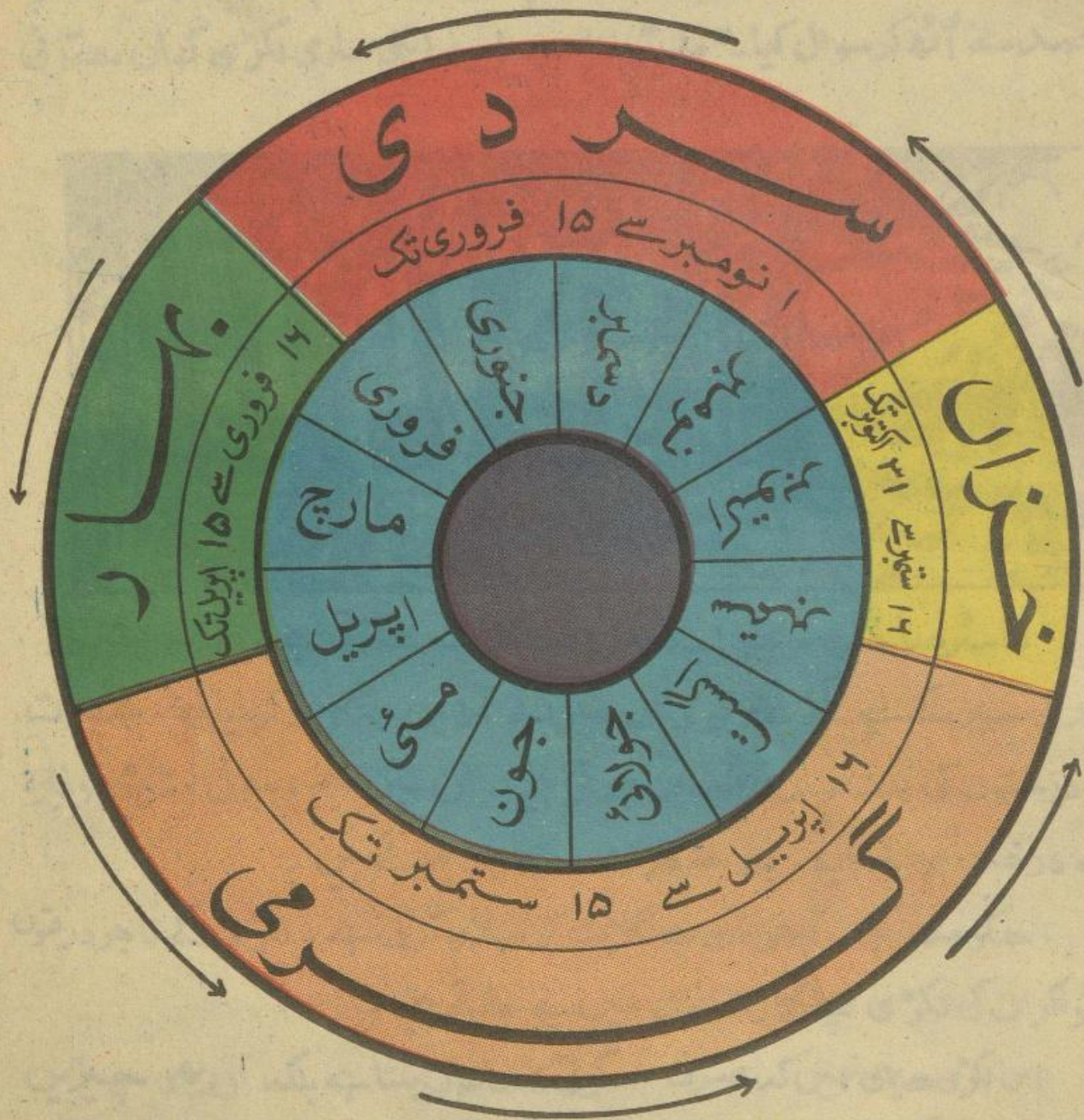
موسم کا چارٹ

ماسٹر صاحب نے جماعت میں آتے ہی بچّوں سے پوچھا۔ "بچّو! کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ سامان کون سی لکڑی سے بنایا گیا ہے؟"

بچّوں میں سے کسی نے ببول، کسی نے نیم اور کسی نے شیشم کی لکڑی کا بتایا۔ اتنے میں گل محمد نے اُٹھ کر سوال کیا۔ "ماسٹر صاحب! یہ اتنی ساری لکڑی کہاں سے آتی ہے؟"

ماسٹر صاحب۔ بچّو! یہ لکڑی جنگلات سے آتی ہے۔ آپ جب جمراؤ نہر کی سیر کے لیے گئے تھے تو وہاں میں نے تمھیں جنگل دکھایا تھا۔ جنگلات میں درختوں کی بہت ساری قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں نیم، ببول، شیشم وغیرہ جیسے درخت ہوتے ہیں۔ یہ جنگلات سرکاری ہوتے ہیں۔

حکومت کبھی کبھی ان جنگلات کو نیلام کرتی ہے۔ لکڑی کے تاجر درختوں کو کٹوا کر ان کی لکڑی اپنے کارخانوں میں لے جاتے ہیں۔

اس لکڑی سے یہی نہیں کہ صرف اسکول کا سامان بنتا ہے بلکہ اور بھی چیزیں بنتی ہیں مثلاً گھر کے دروازے، کھڑکیاں، چارپائیاں۔

جنگلات کی لکڑی سے کوئلہ بھی بنتا ہے اور گوند، لاکھ اور شہد بھی حاصل ہوتا ہے۔ لوگ اپنے مویشی جنگل میں چرانے کے لیے بھی لے جاتے ہیں۔ حکومت

اس کا محصول وصول کرتی ہے ۔ ہمارے سانگھڑ ضلع میں مکھی کا جنگل بہت مشہور تھا لیکن اب وہ ختم ہو چکا ہے ۔ حکومت ہمارے ضلعے میں نئے جنگلات قائم کر رہی ہے ۔

حیوانات

ماسٹر صاحب نے جماعت میں آتے ہی ایک چارٹ کو دیوار پر لٹکایا۔ اس چارٹ میں جانوروں کی تصاویر تھیں۔ بچوں نے وہ تمام جانور پہچان لیے ۔ وہ سب گھریلو اور پالتو جانور تھے مثلاً گائے ، بھینس ، اونٹ ، بکری ، بھیڑ، گھوڑا، گدھا وغیرہ۔

بعد میں ماسٹر صاحب نے جماعت کو بتایا ۔"بچو! یہ سب جانور زیادہ تر گھروں میں پالے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں دودھ دیتے ہیں۔ بعض کا ہم گوشت کھاتے ہیں۔ کچھ سواری ، ہل چلانے اور بوجھ اُٹھانے کے کام آتے ہیں ۔ گائے، بھینس، بکری اور اونٹ حلال جانور ہیں۔ ان کی کھال سے ہمارے جوتے اور دوسرا چمڑے
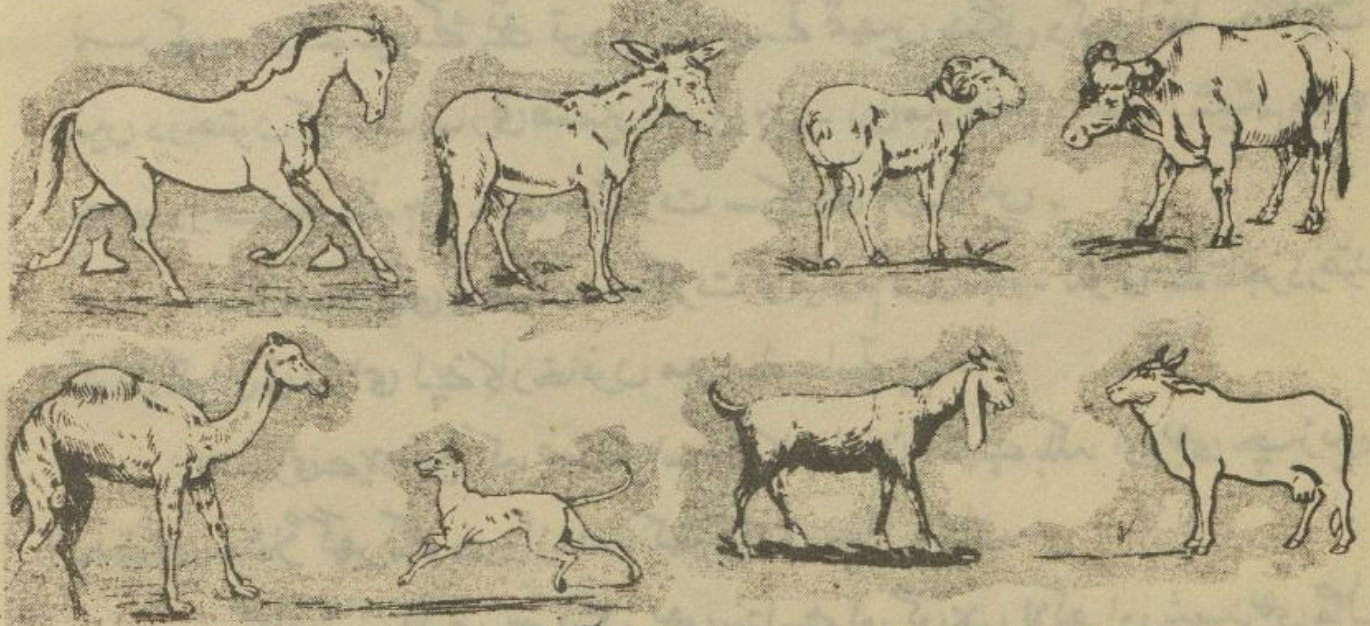
کا سامان بھی بنتا ہے۔ یہی نہیں ان کے بال بھی کار آمد ہیں ۔

بعد میں ماسٹر صاحب نے دیوار پر ایک دوسرا چارٹ لٹکایا۔ اس میں

جنگلی جانوروں کی تصاویر تھیں مثلاً خرگوش، ہرن، سانبھر، بھیڑیا، گیدڑ

اور لومڑی وغیرہ۔ اُنھوں نے بچوں کو بتایا خرگوش، ہرن اور سانبھر کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ لیکن جنگلی جانوروں کی نسلیں ختم

ہوتی جا رہی ہیں۔ کیوں کہ لوگ انھیں خواہ مخواہ مارتے ہیں۔ ہرن تو اب صرف پہاڑ یا تھر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ حکومت نے جنگلی جانوروں کے تحفظ کے لیے قوانین بنائے ہیں تاکہ ان میں سے کسی کی نسل ختم نہ ہونے پائے۔

اُنھوں نے پھر جماعت سے پوچھا، "کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ہمارے یہاں کون کون سے پرندے ہیں؟" بچوں نے پرندوں کے نام ایک ایک کر کے گنوائے۔ مثلاً چڑیا، تیتر، کبوتر، کوا، طوطا، چیل اور گِدھ وغیرہ۔ ماسٹر صاحب نے انھیں یہ بتایا کہ مُرغی بھی پرندہ ہے۔ اس کے انڈے اور گوشت ہم مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔ یہ ہمارا ایک گھریلو یا پالتو پرندہ ہے۔

ماسٹر صاحب نے مزید بتایا، بچو! مچھلیاں بھی جانور ہیں۔ مثلاً روہو، جھینگے، پلّہ وغیرہ۔ بچو! یہ زمین پر چلنے والے، ہوا میں اڑنے والے، اور پانی میں رہنے والے، یہ سب جانور ہمارے ضلع سانگھڑ میں ہوتے ہیں۔

زمین کے اندر کیا ہے؟

جاوید جماعت میں آیا تو اس کے ہاتھ میں تختی اور مُلتانی مٹی تھی۔ ماسٹر صاحب نے پوچھا "جاوید! یہ تختی کس کی ہے؟"

جاوید: "جناب یہ تختی حمید بھیّا کی ہے۔ وہ دوسری جماعت میں پڑھتا

ہے۔ اجازت دیں تو اسے دے آؤں۔"

ماسٹر صاحب: "جلدی آجانا۔ آج تمھیں ملتانی مٹی کی کہانی سنائیں گے۔"

جاوید واپس آیا تو اکبر نے کہا۔ "جناب اب بتایئے کہ ملتانی مٹی کیسے بنتی ہے؟"

ماسٹر صاحب: بچو! ملتانی مٹی بنتی نہیں۔ یہ زمین میں سے کانوں کو کھود کر نکالی جاتی ہے۔ زمین میں سے صرف ملتانی مٹی ہی نہیں اور بھی بہت ساری چیزیں کھود کر نکالی جاتی ہیں۔ ہمارے سانگھڑ ضلع میں اب تک کسی قسم کی کان بھی نہیں مل سکی ہے۔

سندھ کے بعض مقامات سے ملتانی مٹی، کوئلہ، مٹی کا تیل، چونے کا پتھر اور سلیکا کی سفید ریت زمین سے نکالی جاتی ہے۔

دوسرے ممالک میں کہیں کہیں زمین میں لوہے، پیتل اور سونے کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ پٹرول جس سے موٹر کار چلتی ہے۔ اس کے کنوئیں بھی زمین میں ہوتے ہیں۔ زمین کی اس پیداوار کو معدنی پیداوار کہا جاتا ہے۔

کارخانے اور گھریلو ہنر

آج ماسٹر صاحب بچوں کو ایک ایسے کارخانے میں لے گئے جہاں کپاس اور بنولے الگ الگ کیے جا رہے تھے۔ انھوں نے بچوں کو کارخانے کا ہر ایک حصہ دکھایا۔ مزدور کارخانے میں کام کر رہے تھے۔ بچے کارخانہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

جب وہ کارخانے سے باہر آئے تو عمر نے ماسٹر صاحب سے پوچھا۔

"جناب کیا ہمارے ضلع میں کچھ اور بھی کارخانے ہیں؟"

ماسٹر صاحب۔ بچو! ہمارے ضلع سانگھڑ میں جہاں کہیں کپاس کی کاشت ہوتی ہے۔ وہاں ہی کپاس کے کارخانے بھی ہیں۔ ان کارخانوں میں بہت
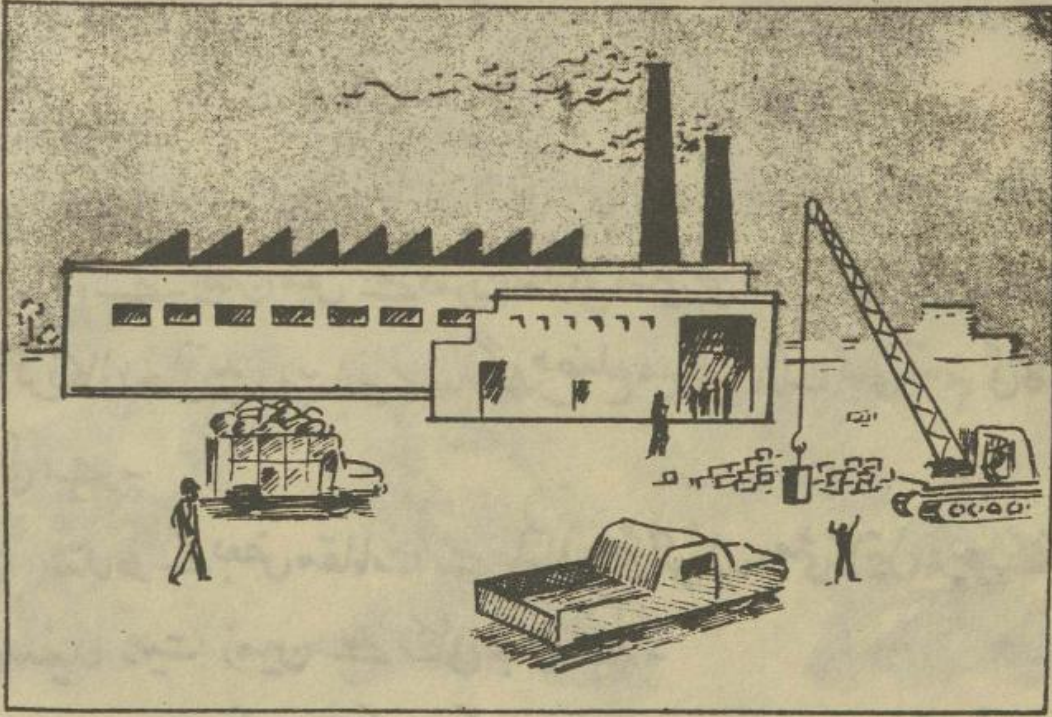
سارے مزدور کام کرتے ہیں۔ ٹنڈو آدم، سانگھڑ، شہداد پور اور سنجھورے میں آٹے کے مِل بھی ہیں۔

ہمارے ضلعے میں کڑھائی اور رِلی بنانے کا کام بھی ہوتا ہے۔ یہاں دوسرے کاری گر اور ہنرمند مثلاً موچی، بڑھئی، سنار، رنگریز اور لوہار کی بنائی ہوئی چیزیں لوگوں کے کام آتی ہیں۔

ان تمام چھوٹے بڑے کارخانوں، دکانوں اور گھریلو دستکاریوں میں ہمارے ضلعے کے ہزاروں آدمی دن رات کام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ یہی نہیں وہ ضلعے کی دولت میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔

چوتھا باب : ہماری فصلیں

اناج

ماسٹر صاحب نے الماری سے کچھ شیشیاں نکال کر میز پر رکھیں۔ ان میں اناج تھا۔ بچے شیشیوں کو غور سے دیکھنے لگے۔ محبوب نے اُٹھ کر سوال کیا "ماسٹر صحب اِن شیشیوں میں کیا ہے؟"

ماسٹر صاحب: بچو ان شیشیوں میں الگ الگ قسم کے اناج ہیں۔ بس آپ میں سے جس کو میں بُلاؤں وہ آکر دیکھے اور بتائے کہ ان میں کون کونسا اناج ہے۔

رجب نے ایک شیشی دیکھ کر کہا کہ اس میں گندم ہے۔ صغیر نے بتایا کہ دوسری شیشی میں لال جوار ہے۔ اسی طرح کسی نے سفید جوار، کسی نے چاول، کسی نے باجرا اور کسی نے مکئی پہچان کر بتایا۔

اس کے بعد ماسٹر صاحب نے ایک اور چارٹ دیوار پر لٹکایا۔ اس میں
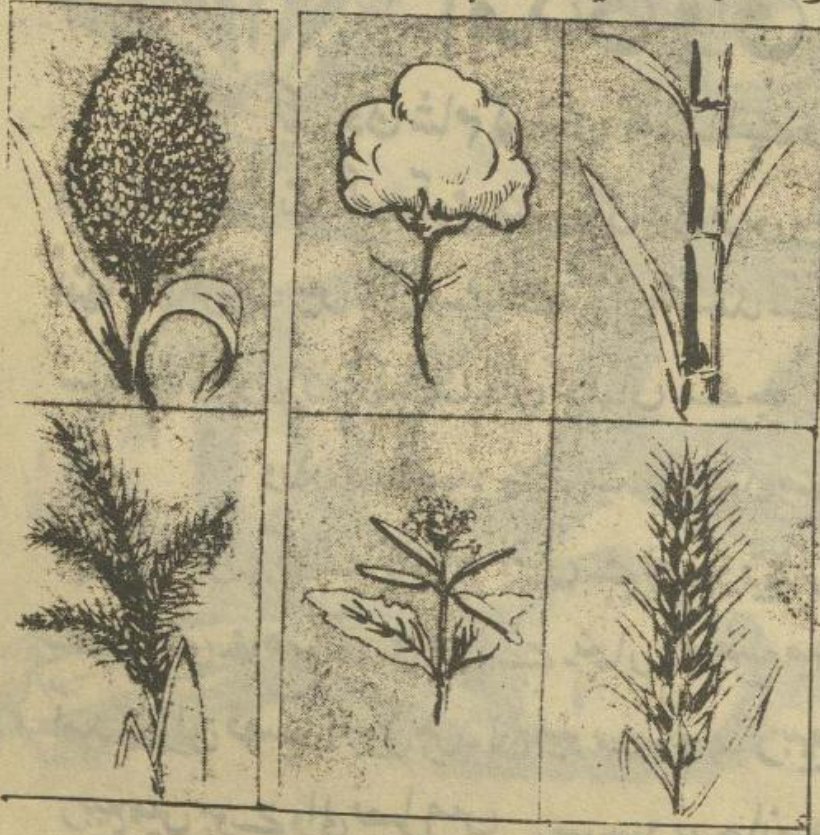
غلے کے رنگ تھے۔ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ کچھ اناج ایسے تھے کہ خریف میں ہوتے ہیں اور کچھ ایسے تھے کہ ربیع میں ہوتے ہیں۔

ماسٹر صاحب نے بعد میں جماعت کو یہ بتایا کہ ربیع میں صرف گیہوں ہوتا ہے اور خریف میں جوار، باجرا، مکئی اور

چاول ہوتے ہیں۔ ہمارے سانگھڑ ضلعے میں گندم زیادہ ہوتی ہے۔ بیوپاری اناج خرید کر گوداموں میں رکھتے ہیں۔ حکومت بھی اناج خرید کر گوداموں میں رکھتی ہے۔ انور بولا "جناب! ہم اپنا اناج کٹھلے میں رکھتے ہیں۔

بعد میں ماسٹر صاحب نے بچوں کو بتایا "ہم سب کے لیے یہ تمام اناج کسان ہی پیدا کرتا ہے۔ اس کے لیے اس کو بہت تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے۔ وہ اپنی کھیتی کو نقصان پہنچانے والے پرندوں اور کیڑے مکوڑوں سے بچانے کے لیے کافی محنت کرتا ہے۔

آخر میں ماسٹر صاحب اور بچوں نے مل کر کسانوں کے بارے میں ایک اچھی سی نظم پڑھی۔

آمدنی والی فصلیں

ایک دن شام کو خان محمد اپنے والد کے ساتھ کھیت پر گیا۔ وہاں ایک ٹرک کھڑا تھا۔ کچھ آدمی سرسوں تول کر بوریاں بھر رہے تھے۔ مزدور وہی بوریاں اُٹھا اُٹھا کر ٹرک میں ڈال رہے تھے۔ خان محمد نے اپنے والد سے پوچھا "ابا جان! یہ سرسوں کی بوریاں ٹرک میں ڈال کر کہاں لے جا رہے ہیں؟"

والد صاحب: بیٹے! یہ سرسوں منڈی میں بیچنے کے لیے لے جا رہے ہیں۔ سرسوں کھانے کا اناج نہیں ہے اس کو بیچ کر دولت کماتے ہیں۔ سرسوں کی فصل سے اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے۔ ہمارے ضلع میں سرسوں کے علاوہ اور بھی بہت سی آمدنی والی فصلیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ ربیع میں ہوتی ہیں اور کچھ خریف میں ربیع میں ہونے والی فصل میں ، سرسوں، جانبھا اور توریہ اور خریف میں کپاس

کیلا اور گنّا ہے یہ تمام فصلیں ہمارے ضلعے کی ذاتی ضرورت سے زیادہ ہی پیدا ہوتی ہیں ہمارا ضلع اس لیے ان کو بیچ کر اچھی خاصی دولت کما لیتا ہے۔

سبزیاں

ماسٹر صاحب نے سبزیوں کی تصویروں والے دو چارٹ دیوار پر لٹکائے ایک چارٹ کے نیچے لکھا ہوا تھا "موسم سرما کی سبزیاں" اور دوسرے چارٹ کے نیچے لکھا ہوا تھا "موسم گرما کی سبزیاں"۔
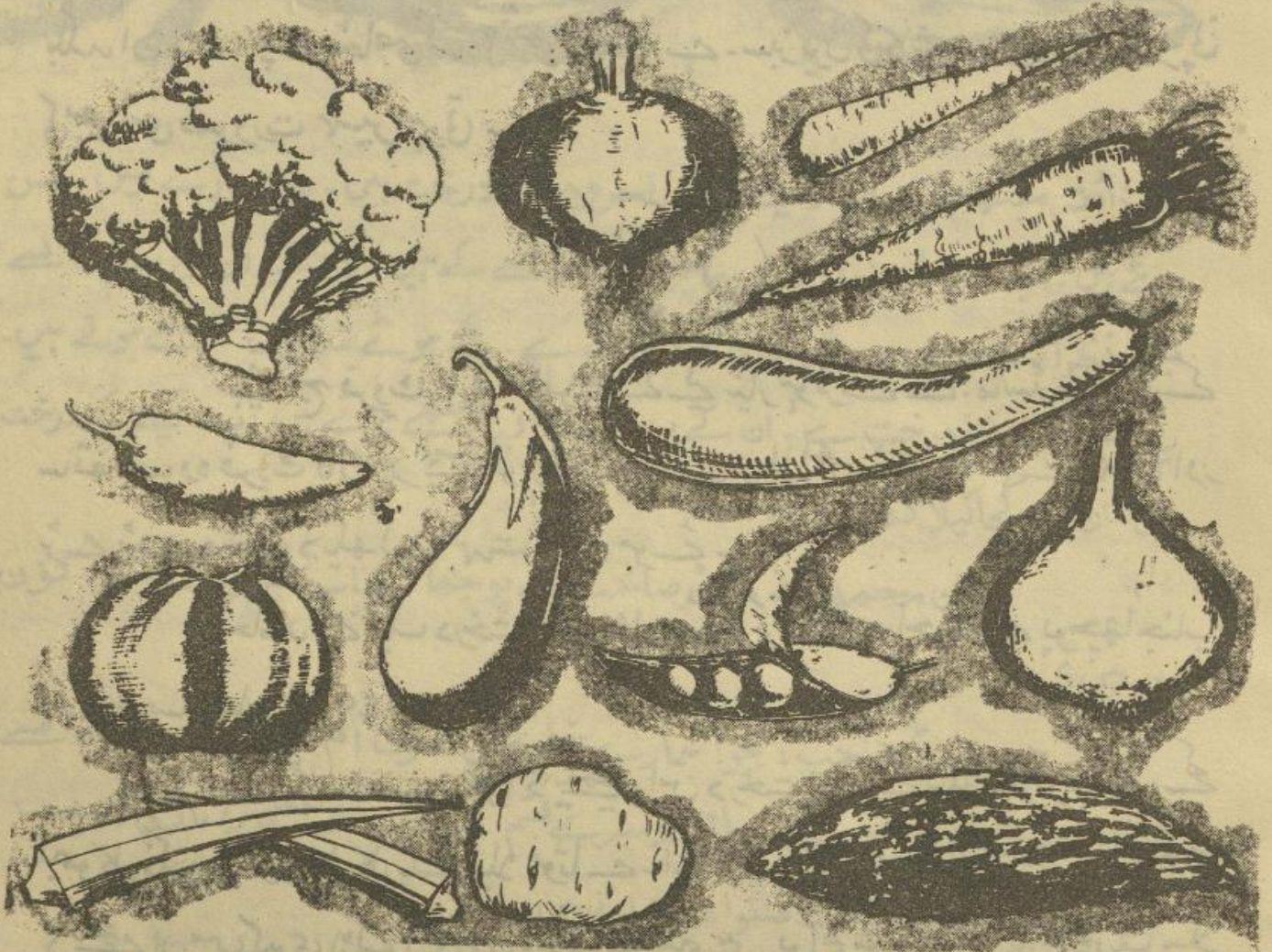
پہلے چارٹ میں جن سبزیوں کی تصویریں تھیں وہ بچوں نے پہچان لیں
ماسٹر صاحب نے ان سے ایک ایک سبزی کا نام پوچھا اور وہ بتاتے چلے گئے۔

پہلے چارٹ میں موسم سرما کی سبزیاں : بینگن ، شلغم ، کدو ، پیاز ، گوبھی
گاجر، مولی، ٹماٹر، پالک اور لہسن وغیرہ کی تصویریں تھیں۔

دوسرے چارٹ میں موسم گرما کی سبزیاں : مرچ ، بھنڈی، تُرئی ، کریلہ
اور ٹنڈے وغیرہ کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

ماسٹر صاحب نے بچوں کو بتایا کہ ہمارے ضلع سانگھڑ میں ریگستانی علاقہ
کے علاوہ یہ سبزیاں ہر ایک حصہ میں ہوتی ہیں۔ سبزیاں نہ صرف کھانے کے کام آتی ہیں
بلکہ ان سے اچھی خاصی آمدنی بھی ہوجاتی ہے۔ سبزیوں کی کاشت میں زمین اور پانی
کی بھی اتنی ضرورت نہیں ہوتی۔

پھل

بچے آج فروٹ فارم گھومنے کے لیے تیار ہو کر آئے تھے۔ ماسٹر صاحب کے
ساتھ جب وہ فروٹ فارم پر پہنچے تو ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی۔ مختلف قسم کے پھول اور
بڑے بڑے درخت دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔

حامد نے ایک درخت میں پھل دیکھ کر ماسٹر صاحب سے پوچھا "جناب!
یہ کون سا پھل ہے؟"

ماسٹر صاحب : بچو! دیکھیے، اس درخت میں کچے لیمو نظر آرہے ہیں کچے
لیمو کا رنگ ہرا اور پکے کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ اب اس طرف آئیں۔ یہ آم کے درخت ہیں
دیکھیے ان میں کیری لٹک رہی ہیں۔ جب یہ پکتی ہیں تو آم ہوجاتے ہیں۔ آم کا رنگ پیلا

اور ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔ دیکھیے یہ امرود کے درخت ہیں۔ یہ جاڑے میں پھل دیئے ہیں۔ اب اس طرف آئیں۔ یہ پودے فالسے کے ہیں۔ دیکھیے ان میں پکے فالسے بھی نظر آرہے ہیں۔ یہ شہتوت کا درخت ہے۔ پکے ہوئے شہتوت میٹھے ہوتے ہیں۔ یہ صوفی بیر کا درخت ہے۔ ان کے بیر بڑے اور میٹھے ہوتے ہیں۔ یہ کیلے کے درخت ہیں۔ ان میں کچا کیلا لگا ہوا ہے۔

جان محمد نے ماسٹر صاحب سے پوچھا "جناب کھجور کے درخت کون سے ہیں؟"

ماسٹر صاحب: بچو! ہمارے ضلع میں صرف آم، لیمو، امرود، فالسے، کیلا اور بیر جیسے پھل ہوتے ہیں۔ باقی دوسرے قسم کے پھل مثلاً کھجور، نارنگی، سیب اور موسمی وغیرہ باہر سے منگوائے جاتے ہیں۔

ضلعے کی پیداوار

دوسرے دن منوّر نے ماسٹر صاحب سے پوچھا۔ "جناب! فروٹ فارم پر آپ نے ہمیں بتایا تھا کہ ہمارے ضلعے میں کھجور نہیں ہوتی۔ اس لیے ہم وہ باہر سے منگواتے ہیں تو کچھ چیزیں ایسی بھی ہوں گی جنھیں ہم باہر بھیجتے ہوں گے؟"

ماسٹر صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "بچّو! تمھیں تو معلوم ہے کہ کون سی چیزیں اپنے یہاں زیادہ ہوتی ہیں لیکن کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جو ہمارے یہاں پیدا ہی نہیں ہوتیں اور ان کی ہمارے ضلعے میں زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے ہم اپنے ضلعے کی زیادہ پیدا ہونے والی چیزیں اوروں کو دیتے ہیں اور اس کے بدلے میں ان سے ضرورت کی چیزیں لے لیتے ہیں۔

بعد میں ماسٹر صاحب نے بچّوں کو دو چارٹ دیوار پر لٹکا کر دکھائے۔ ایک چارٹ میں ان چیزوں کے نام لکھے ہوئے تھے جو ضلع سانگھڑ دوسرے اضلاع کو دیتا ہے۔ وہ چیزیں یہ ہیں: گیہوں، کپاس، جوار، تیل کے بیج، کھال، کیلا، مونگ پھلی، اور گنا وغیرہ۔ اس چارٹ کے نیچے لکھا ہوا تھا:

"سانگھڑ ضلعے سے برآمد ہونے والی چیزیں"

دوسرے چارٹ میں آلو، کپڑا، شیشے کا سامان، چمڑے کا سامان، مشینیں لوہے کا سامان، کھلونے، چوڑیاں وغیرہ کے نام لکھے ہوئے تھے۔ یہ چیزیں سانگھڑ ضلع درآمد کرتا ہے۔ اس چارٹ کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ "سانگھڑ میں درآمد ہونے والی چیزیں"۔

ماسٹر صاحب نے بچوں کو بتایا کہ "اسی طرح ضلع کی پیداوار کی برآمد اور درآمد ہوتی ہے۔ اس کو باہمی تجارت بھی کہا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ ایک دوسرے کی باہمی امداد بھی ہے۔ اس سے ہمارے ضلعے کی دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔

پانچواں باب : لوگ

مردم شماری

حامد نے دیکھا کہ ایک آدمی اسکول کی دیوار پر کچھ ہند سے لکھ رہا ہے۔ اس نے اسی طرح ایک اور آدمی کو بھی اپنے گھر پر نمبر لگاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس نے اپنے ماسٹر صاحب سے پوچھا۔ "جناب! اسکول کی دیوار پر ایک آدمی پتا نہیں کیوں کچھ ہند سے لکھ رہا تھا؟"

ماسٹر صاحب۔ بچو! حکومت ہر دس سال کے بعد مردم شماری کراتی ہے۔ اس کام کے لیے کچھ آدمی رکھے جاتے ہیں۔ وہ پہلے گھروں اور مکانوں پر نمبر لگاتے ہیں اس کے بعد ہر مکان میں رہنے والے آدمیوں کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔ لوگوں کی ایسی گنتی کو ہی مردم شماری کہتے ہیں۔

گھر گھر اور گاؤں گاؤں کی مردم شماری کی تمام تفصیل تحصیل کے مختار کار کے دفتر بھیجی جاتی ہے۔ پھر تمام تحصیلوں کی تفصیل ضلعے کے دفتر روانہ کی جاتی ہے۔ اسی طریقے سے ضلعے کی مردم شماری اور بعد میں سارے ملک کی مردم شماری معلوم ہو جاتی ہے۔ مردم شماری سے حکومت کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دس سال پہلے پورے ضلع میں کتنے آدمی تھے اور اب کتنے ہیں۔ اسی لحاظ سے پھر حکومت لوگوں کے کھانے پینے، رہنے سہنے، تعلیم اور صحت کا مناسب انتظام کرتی ہے۔

شہری مشاغل

روشن اپنے والد کے ساتھ اپنے چچا کے گھر شہر میں آیا۔ وہاں وہ دوپہر کو پہنچے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ گھر میں مرد تو کوئی بھی نہیں تھا۔ اس وقت وہاں صرف عورتیں اور چھوٹے بچّے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر کے بعد، روشن کے چچازاد بھائی اسلم اور احمد اسکول سے آئے۔ وہ ان سے مل کر بہت خوش ہوا۔

کھانا کھاکر، اسلم نے ایک اور احمد نے دو کھانے سے بھرے ہوئے ٹفن بکس اٹھائے۔ انھوں نے روشن کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ بعد میں وہ تینوں گھر سے باہر نکلے۔ اسلم اور احمد کی ماں نے تاکید کی۔ "ذرا سنبھل کے جانا، اور ہاں والد کو، چچا کو، اور بڑے بھائی کو جلدی کھانا پہنچاکر واپس آجانا۔ ان کی ماں نے روشن کے لیے خاص ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کا یہ بھائی گاؤں سے آیا ہوا ہے۔ وہ شہر کے لوگوں اور یہاں کے ہنگاموں سے ناواقف ہے۔ اس لیے اس کا پورا پورا خیال رکھنا۔"

روشن شہر کی سڑکوں پر بہت سارے آدمی اور موٹریں دیکھ کر حیران رہ گیا سڑک پار کرتے ہوئے اس کو دقّت محسوس ہوئی۔ ہر ایک اپنے اپنے کام سے تیزی سے چلا جارہا تھا۔

سب سے پہلے وہ ایک کپڑے کی دکان پر پہنچے جہاں اُن کے چچا کام کرتے تھے۔ وہ دکاندار تھے۔ تجارت ان کا پیشہ تھا۔ ان کو کھانا دے کر وہ ایسی جگہ پہنچے کہ جو مختیارکار کا دفتر تھا۔ وہاں پر اسلم اور احمد کے والد کرسی پر بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے۔ وہ سرکاری ملازم تھے۔ سرکاری ملازمت یا نوکری ان کا پیشہ تھا۔ ان کو کھانا

دے کر وہ کپڑے کے کارخانے میں گئے۔ یہاں پر مزدور کام کر رہے تھے۔ اسلم اور احمد کے بڑے بھائی وہاں مزدوری کر رہے تھے۔ مزدوری ان کا پیشہ تھا۔ کھانے کا تیسرا ٹفن بکس انھیں دے کر وہ سیدھے گھر لوٹ آئے۔

بعد میں روشن نے شہر کا سارا حال اپنے والد کو سنایا۔ انھوں نے کہا۔ بیٹے تجارت پیشے کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں۔ کوئی کپڑا بیچتا ہے، کوئی اناج، کوئی مٹھائی، کوئی پان بیڑی تو کوئی ترکاری یا پھل بیچتا ہے۔ اسی طرح سرکاری ملازمت میں کوئی کلرک ہے تو کوئی افسر، کوئی ڈاکٹر ہے تو کوئی استاد۔ شہر میں مزدوری کے پیشے بھی زیادہ ہی ہوتے ہیں۔ کچھ کارخانوں میں مزدوری کرتے ہیں تو کچھ دکانوں پر بیٹھتے ہیں۔ کوئی تانگہ چلاتا ہے تو کوئی رکشہ یا موٹر ٹیکسی چلا کر کرایہ وصول کرتا ہے۔ اسی طور وہ اپنی اپنی گذر اوقات کر لیتے ہیں۔

روشن نے کہا۔ "ابّا جان! دیہات میں لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں یا مویشی پالتے ہیں۔ شہروں میں تجارت ہوتی ہے۔ سامان بنتا ہے اور دفتر ہوتے ہیں۔"

اس کے والد نے اسے سمجھاتے ہوئے بتایا۔ "دیہات اور شہروں کے بڑے پیشے تو واقعی یہی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے پیشے ہیں جو کہ ہر کہیں لوگ کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی الگ الگ پیشوں سے شہر کو فائدہ اور شہر کے پیشوں سے دیہات کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس طرح ایک دوسرے کی مدد کر کے لوگ بہتر زندگی گذارتے ہیں۔

دیہات کے مشاغل

حامد کے نانا دیہات میں رہتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے والد کے ساتھ وہاں گیا۔ وہاں نہ تو بڑے بڑے بازار تھے، نہ موٹر کاریں تھیں اور وہاں لوگوں کا ہنگامہ بھی نہیں تھا۔ گھروں کے آگے کہیں بھینس، بیل، بکریاں یا گائیں بندھی ہوئی تھیں

صبح کو جب مویشی جنگل کی طرف روانہ ہوئے اور کسان اپنے بیل لے کر کھیتوں پر گئے تو حامد نے اپنے والد سے پوچھا۔ "ابّا جان! یہ لوگ بیل لے کر کہاں گئے ہیں اور وہ مویشی جو کہ گھروں میں بندھے ہوئے تھے وہ کہاں گئے؟"

والد صاحب۔ بیٹے! یہ گاؤں کے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور مویشی بھی پالتے ہیں۔ وہ دیکھو تمھارے ماموں جان ہل چلا رہے ہیں دیکھیے، ہر طرف لوگ اپنے اپنے کھیتوں میں کام کر رہے ہیں۔ کسان بہت محنت کرتے ہیں۔ ہل وہ چلائیں، بیج وہ بوئیں، پانی وہ دیں، فصل کی حفاظت بھی وہ کریں۔ یہی نہیں بلکہ فصل پک کر تیار ہو تو کٹائی بھی کریں اور غلہ الگ کریں۔ اتنی سخت محنت اور مشقت کے بعد ہی کسان کو اپنی محنت کا پھل ملتا ہے۔

لیکن اب انھیں اتنی محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ اب ہل چلانے، ڈھیلے توڑنے اور فصل کاٹنے کی مشینیں بھی ایجاد ہو چکی ہیں۔ جب یہ مشینیں کھیتوں میں آجائیں گی تو کام جلدی ہوگا اور پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا۔ حامد کو بکریوں، گایوں اور بھینسوں کے ریوڑ دکھا کر اس کے والد نے بتایا کہ مویشی پالنا گاؤں والوں کا پیشہ ہے۔ ان میں سے کوئی بکریوں کو پالتا ہے تو کوئی گائیں یا بھینسیں رکھتا ہے۔ مویشیوں سے بڑے فائدے ہیں۔ ان سے انھیں دودھ اور مکھن ملتا ہے۔ بکریوں کے بال، بھیڑوں کی اون اور مویشیوں کی کھالوں کو بیچ کر وہ کافی دولت کما لیتے ہیں۔ مویشیوں سے کھاد بھی حاصل ہوتی ہے۔ یہ کھیتوں کے لیے بہت ہی مفید ہے۔

گاؤں میں کچھ لوہار، کمہار اور بڑھئی وغیرہ جیسے ہُنرمند رہتے ہیں۔ ان کی بنائی ہوئی چیزیں گاؤں والوں کے لیے بہت ہی کارآمد ہوتی ہیں۔

نقشہ ضلع سانگھڑ
سب ڈویژن، تعلقہ، اور تعلقہ کے شہر
ضلع نواب شاہ
ضلع خیرپور
بھارت
ضلع حیدرآباد
ضلع تھرپارکر
تعلقہ سانگھڑ
سانگھڑ
تعلقہ کھپرو
سانگھڑ سب ڈویژن
کھپرو
تعلقہ شہدادپور
شہدادپور
سنجھورو
تعلقہ سنجھورو
تعلقہ ٹنڈو آدم
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
نشان
ضلع کی حد
تعلقہ کی حد
سب ڈویژن کی حد
سانگھڑ سب ڈویژن
شہدادپور سب ڈویژن
بڑے شہر

چھٹا باب : انتظام

ضلعے کی دیکھ بھال (نگرانی)

ماسٹر صاحب نے سانگھڑ ضلعے کا نقشہ دیوار پر لٹکایا۔ نقشے میں نئے رنگ دیکھ کر بچّے سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ ان رنگوں کا کیا مقصد ہوسکتا ہے۔ آخر رحیم نے پوچھا۔ "جناب! یہ نقشہ تو ضلعے سانگھڑ کا ہی ہے لیکن اس میں یہ نئے رنگ کیوں ہیں؟"

ماسٹر صاحب۔ بچو! اس نقشے میں دو رنگ ہیں۔ ان سے ضلعے سانگھڑ کو دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ دونوں حصّے ضلعے سانگھڑ کے دو سب ڈویژن ہیں۔ سبز رنگ والے حصّے کو سانگھڑ سب ڈویژن اور زرد رنگ والے حصّے کو شہداد پور سب ڈویژن کہتے ہیں۔ سانگھڑ سب ڈویژن میں سانگھڑ اور شہداد پور سب ڈویژن میں شہداد پور بڑے شہر ہیں۔

ہر ایک سب ڈویژن میں مختلف تحصیلیں ہیں۔ سانگھڑ سب ڈویژن میں سانگھڑ اور کھپرو تحصیلیں ہیں۔ شہداد پور سب ڈویژن میں، شہداد پور، ٹنڈو آدم اور سنجھورو تحصیلیں ہیں۔

یہ تو تمھیں معلوم ہے کہ مختار کار تحصیل کا نگراں ہوتا ہے۔ لیکن سب ڈویژن کی نگرانی اسسٹنٹ کمشنر کرتا ہے۔ پورے ضلعے کا نگراں ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔

ڈپٹی کمشنر سانگھڑ شہر میں رہتا ہے۔ وہ اسسٹنٹ کمشنروں، مختار کاروں اور ضلعے کے باقی افسروں کے کاموں کی نگرانی کرتا ہے۔ وہ اپنے ماتحت عملے کے

تعاون سے ، زمینداروں سے لگان وصول کر کے سرکاری خزانہ میں جمع کرواتا ہے یہی نہیں وہ ضلعی کونسل کی کارکردگی میں بھی حصہ لیتا ہے۔

ضلعی کونسل

گاؤں کے باہر میدان میں ایک عمارت بن رہی تھی۔ مستری اور مزدور وہاں کام کر رہے تھے ۔ سیفل اور ان کے والد دونوں وہاں سے کہیں جا رہے تھے۔ سیفل نے اپنے والد سے پوچھا۔ "ابّا جان ! یہ عمارت کون بنوا رہا ہے ؟"
والد صاحب۔ بیٹے ! یہ عمارت اسپتال کی ہے۔ اسے ضلعی کونسل بنوا رہی ہے ۔ یہاں بیماروں کا مفت علاج ہوگا۔

یہ کونسل صرف اسپتال ہی نہیں بنواتی بلکہ کنوئیں ، راستے ، سڑکیں بنواتی ہے اور درخت لگواتی ہے۔

جس شہر کی مردم شماری دس ہزار سے زیادہ ہوتی ہے وہاں میونسپل کمیٹی اور جس شہر کی مردم شماری پانچ ہزار سے زیادہ ہوتی ہے ، وہاں ٹاؤن کمیٹی کام کرتی ہے۔

ان کمیٹیوں کا انتظام چیئرمین چلاتے ہیں۔ یہ کمیٹیاں اپنے اپنے علاقوں میں کام کرتی ہیں۔

عدالتیں

ایک دن بجل اور ان کے والد دونوں شہر گئے۔ ایک عمارت کے آگے بہت سارے آدمی دیکھ کر بجل نے اپنے والد سے کہا۔ "ابّا جان ! یہاں اتنے سارے آدمی کیوں جمع ہو گئے ہیں ؟"

والد صاحب۔ بیٹے! یہ عدالت ہے۔ اس کو کورٹ بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں عدل وانصاف ہوتا ہے۔ ان لوگوں میں سے کچھ مدعی ہیں، کچھ مدعا علیہ اور کچھ گواہ ہیں۔

یہ کالے کوٹ والے وکیل برآمدے میں آجارہے ہیں۔ یہ مدعی یا مدعا علیہ کی طرف سے عدالت میں وکالت کرتے ہیں۔ وکالت کی وہ فیس وصول کرتے ہیں۔ جب کوئی جرم کرتا ہے تو عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ عدالت میں جج ہوتے ہیں۔ وہ سرکاری وکیل کی مدد سے مدعی، مدعا علیہ اور گواہوں کی باتیں سُن کر انصاف کرتے ہیں۔ وہ مجرم کو سزا دیتے ہیں اور بے قصور کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اس ضلع میں انصاف کی ایک بڑی عدالت سانگھڑ کے شہر میں ہے اس کو سیشن کورٹ کہتے ہیں۔ اس میں سیشن جج فیصلہ کرتا ہے۔ ضلع کی ہر تحصیل کے بڑے شہروں میں سول کورٹ بھی ہوتی ہے۔ ان عدالتوں میں سول جج یا سب جج فیصلے کرتے ہیں۔

پولیس

صبح کا وقت تھا۔ صالح اور اس کے والد اپنے گھر کے دروازے پر باتیں کر رہے تھے۔ صالح نے دیکھا کہ پولیس والے ایک آدمی کو ہتھکڑیاں پہنا کر لے جارہے تھے۔ صالح نے اپنے والد سے پوچھا۔ "ابا جان! یہ پولیس والے اس آدمی کو ہتھکڑیاں پہنائے کیوں لیے جارہے ہیں؟"

والد صاحب۔ بیٹے! جب کوئی آدمی چوری یا کوئی اور جُرم کرتا ہے تو پولیس والے ایسے آدمی کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ پولیس کا کام یہی ہے کہ وہ مجرموں

کو پکڑے۔ ضلع کے پولیس افسر کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کہا جاتا ہے۔

سانگھڑ ضلعے کا پولیس سپرنٹنڈنٹ سانگھڑ شہر میں رہتا ہے۔ وہ ضلعے کی پولیس کا نگراں ہے۔ وہ پولیس کے سپاہیوں کی بھرتی بھی کرتا ہے۔

تعلیم

ایک دن تعلیمی محکمے کے ایک بڑے افسر اسکول میں آئے۔ انہوں نے جماعتوں کا معائنہ کیا۔ بعد میں اسکول کے تمام بچّوں کو جمع کیا گیا اور ضلعے کے تعلیمی انتظام پر تقریر کی۔ انہوں نے بچّوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"بچّو! تمہارے اسکول جیسے اور بھی سیکڑوں اسکول ہمارے ضلعے میں موجود ہیں۔ ہر ایک اسکول میں آپ جیسے ہی اچھے، صاف ستھرے اور ہوشیار بچّے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بچے وہی کتابیں پڑھتے ہیں جو آپ کے پاس ہیں۔

میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر ہوں۔ اس ضلع میں جتنے بھی اسکول ہیں میں ان کی نگرانی کرتا ہوں۔ میرا دفتر سانگھڑ شہر میں ہے۔ میں ضلع بھر کے تمام لڑکوں کے پرائمری، مڈل اور ہائی اسکولوں کا معائنہ کرتا ہوں اور یہ دیکھتا ہوں کہ کام کیسے چل رہا ہے۔ میرے ماتحت دو ڈپٹی ایجوکیشن افسر بھی کام کرتے ہیں۔

ضلع کے چار سب ڈویژن ہیں۔ ان کی نگرانی چار سب ڈویژنل افسروں کے ذمے ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے علاقہ کے پرائمری اور مڈل اسکولوں کی نگرانی کرتا ہے۔ وہ پرائمری کے استادوں کا تقرر اور تبادلہ بھی کرتے ہیں۔

سب ڈویژنل ایجوکیشن افسروں کے ماتحت اسکول سپروائزر بھی ہیں۔

وہ اپنے اپنے علاقے کے پرائمری اسکولوں کا معائنہ کرتے ہیں اور امتحان بھی لیتے ہیں۔

اِسی طریقے سے لڑکیوں کے لیے تعلیمی ادارے الگ ہیں۔ ان اداروں کا انتظام اور نگرانی عورتیں ہی کرتی ہیں۔

انتظامی محکموں کا باہمی ربط

ڈپٹی کمشنر نے سرکاری بنگلے میں ایک کھلی کچہری منعقد کی تھی ضلع کے دوسرے محکموں کے افسر بھی موجود تھے۔ منور بھی اپنے والد کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ اس نے وہاں بہت سارے آدمی دیکھے۔ وہ اپنی اپنی تکالیف سنانے آئے تھے۔ منور نے اپنے والد سے پوچھا۔ " ابّاجان! ڈپٹی کمشنر کے ساتھ کرسیوں پر اور کون کون بیٹھے ہیں؟ "

والد صاحب۔ بیٹے! کرسیوں پر، ڈپٹی کمشنر کے علاوہ جو لوگ بیٹھے ہیں وہ دوسرے محکموں کے افسر ہیں۔ یہ تو تمھیں معلوم ہے کہ کسی چور، ڈاکو یا مجرم کو پولیس والے پکڑ کے لے جاتے ہیں۔ کورٹ میں ان پر مقدمہ چلایا جاتا ہے

اسکول یا سرکاری عمارتوں کی تعمیر محکمۂ تعمیرات کراتا ہے۔ ایسی عمارتوں کے لیے زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر زمین کی منظوری دیتا ہے۔

ڈپٹی کمشنر ضلع کے تمام انتظامی محکموں کی نگرانی کرتا ہے۔ علاج معالجہ کے لیے ڈاکٹر اور اسپتال، تعلیم کے لیے استاد اور اسکول، امن امان کے لیے پولیس، عدل و انصاف کے لیے عدالتیں اور جج، سڑکیں اور سرکاری عمارتوں کے لیے انجینیئر۔ یہ سب مِل جُل کر ضلع کی انتظامی تنظیم میں حصّہ لیتے ہیں۔

ضلع کے تمام انتظامی محکمے ایک دوسرے کے تعاون سے ہی کام کرتے ہیں۔

ساتواں باب: بھلائی کے کام

عوام کی بھلائی

صبح کو بچے جب اسکول میں آئے تو انھوں نے اسکول کے قریب، سڑک کے کنارے، کچھ مزدوروں کو کام کرتے دیکھا۔ جب وہ جماعت میں اندر آئے تو مریم نے ماسٹر صاحب سے پوچھا۔ "جناب! وہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔

ماسٹر صاحب۔ بچو! آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اس گاؤں میں پینے والے پانی کی کتنی تکلیف ہے؟ جہاں کہیں، کسی گاؤں یا شہر میں، پانی کی تکلیف ہوتی ہے تو وہاں کے کچھ اچھے آدمی عام لوگوں کی بھلائی کی خاطر، پانی کی سبیلیں بنواتے ہیں۔ یہاں پر بھی ایک ایسی ہی سبیل بن رہی ہے۔

مریم۔ "ماسٹر صاحب، کیا عام لوگوں کی بھلائی کے لیے صرف سبیلیں ہی بنواتے ہیں؟"

ماسٹر صاحب۔ "نہیں بچو! رفاہِ عام کے اور بھی بہت سارے کام ہوتے ہیں۔ مثلاً بچوں کو تعلیم دلانا، نابینا کو سڑک پار کرانا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، بیماروں کو دوا دلانا، یتیموں کی پرورش کرنا، غریبوں کی امداد کرنا وغیرہ۔

ایسے بھلائی کے کام نیک لوگوں کے علاوہ حکومت اور کچھ دوسری جماعتیں یا ادارے بھی کرتے ہیں۔ جیسے کہ اسکول، اسپتال، یتیم خانے، بچوں کی فلاح وبہبود کے مراکز، بینک، بیمہ کمپنیاں اور اوقاف کے محکمے والے بھی کرتے ہیں۔

اسکول اور کالج

ماسٹر صاحب جماعت میں بچّوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی اسکول میں آیا۔ وہ ایک اچھا سا لباس پہنے ہوئے تھا۔ وہ ماسٹر صاحب سے بڑی عزت و احترام سے ملا اور کہا۔ "ماسٹر صاحب! آپ کی دُعا سے میں پڑھ کر اب ڈاکٹر بن گیا ہوں۔"

جب وہ آدمی خدا حافظ کہہ کر چلا گیا تو انور نے ماسٹر صاحب سے پوچھا۔ جناب! یہ آدمی کون تھا؟"

ماسٹر صاحب۔ بیٹے! یہ بھی آپ کی طرح اسی اسکول میں پڑھتا تھا۔ بچپن سے ہی وہ بہت محنتی تھا۔ پانچ جماعتیں اسی پرائمری اسکول سے پاس کیں اور قریبی مڈل اسکول میں داخل ہوا۔ وہاں سے آٹھویں پاس کی اور شہر کے ہائی اسکول میں پڑھنے گیا۔ وہاں سے دسویں پاس کرنے کے بعد وہ گورنمینٹ کالج سانگھڑ میں سائنس پڑھنے لگا۔ وہاں دو سال پورے کرنے کے بعد وہ میڈیکل کالج میں گیا وہاں پر وہ پانچ سال ڈاکٹری پڑھتا رہا۔ ابھی تو آپ اسے دیکھ چکے ہیں وہ ڈاکٹر بن چکا ہے۔

بچّو! تعلیم سے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے حکومت نے بہت سارے اسکول اور کالج کھول رکھے ہیں۔ وہاں سے طلبا پڑھ کر ڈاکٹر، جج اور ماسٹر وغیرہ بن کر عام لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔

ہمارے ضلع سانگھڑ میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے بہت سے پرائمری اسکول، مڈل اسکول، ہائی اسکول اور کالج ہیں۔

اسپتال

رسیس کا وقفہ تھا۔ بچے اسکول کے آگے کھیل کود رہے تھے۔ اچانک بچل اینٹ کے اوپر گر پڑا۔ اس کے سر میں چوٹ لگی اور خون بہنے لگا۔ بچوں نے دوڑ کر ماسٹر صاحب کو بتایا۔ ماسٹر صاحب نے بہت کوشش کی کہ بچل کا خون بند ہو جائے لیکن خون بند نہیں ہوا۔ مجبوراً وہ اسے تانگے میں اسپتال لے گئے۔ ڈاکٹر نے خون بند کیا اور بعد میں دوا وغیرہ لگا کر پٹی باندھ دی۔

اسپتال میں بہت ساری عورتیں اور مرد دوا لے رہے تھے۔ دوا ہر ایک کو مفت مل رہی تھی۔ وہاں احمد نے ماسٹر صاحب سے پوچھا۔ "جناب! اگر یہ اسپتال نہ ہوتے تو آدمی علاج کے لیے کہاں جاتے؟"

ماسٹر صاحب۔ بیٹے! اگر یہ اسپتال نہ ہوتے تو لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی۔ اس لیے تو حکومت نے عام لوگوں کی بھلائی کے لیے ہمارے پورے ضلعے میں بہت سارے اسپتال کھول رکھے ہیں۔ ان میں بیماروں کا علاج ہوتا ہے۔ اسپتال کے علاج سے لوگ تندرست رہتے ہیں۔ ایک تندرست آدمی ہی اپنی قوم اور ملک کی بہتر خدمت کرسکتا ہے۔

ضلع میں بڑے اسپتالوں کے علاوہ عورتوں کے لیے زچہ خانے بھی ہیں جہاں پر لیڈی ڈاکٹر اور نرسیں علاج کرتی ہیں۔ سانگھڑ کے شہر میں ایک سول اسپتال بھی ہے۔ یہاں سول سرجن رہتا ہے۔ اس کی مدد کے لیے کئی ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر ہیں۔ اسی طرح ضلع کے ہر بڑے شہر میں اسپتال موجود ہیں۔

جانوروں کے اسپتال

ماسٹر صاحب نے جماعت میں بتایا کہ "آج اپنے گاؤں میں مویشیوں کا ڈاکٹر آیا ہوا ہے۔ وہ بیمار جانوروں کا علاج کرے گا اور مفت میں ٹیکے بھی لگائے گا۔

محمود نے پوچھا۔ "جناب انسانوں کا اسپتال تو میں نے دیکھا ہے۔ لیکن کیا جانوروں کا بھی اسپتال ہوتا ہے؟"

ماسٹر صاحب۔ ہاں بچو! جس طرح انسانوں کے علاج کے لیے اسپتال ہیں۔ اسی طرح جانوروں کے علاج کے لیے بھی اسپتال ہوتے ہیں۔ اگر یہ اسپتال نہ ہوتے تو نہ جانے کتنے قیمتی مویشی مرجاتے اور ان کے مالکوں کا نقصان ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی بھلائی کی خاطر ہمارے ضلع کے بڑے شہر سانگھڑ میں مویشیوں کا ایک اسپتال موجود ہے۔ یہاں پر بیمار جانوروں کا علاج ہوتا ہے۔ ان اسپتالوں کے مویشیوں کے ڈاکٹر دیہات میں جاکر جانوروں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ٹیکے لگاتے ہیں۔

بڑے شہروں میں جہاں جانور ذبح ہوتے ہیں تو وہاں ان کا ڈاکٹری معائنہ بھی یہی ڈاکٹر کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی ایسا بیمار جانور ذبح نہ ہونے پائے جس کا گوشت کھانے سے لوگ بیمار ہو جائیں۔

بینک

ماسٹر صاحب نے جماعت کو بتایا کہ "بچّو! کیا تمھیں معلوم ہے کہ رات گاؤں کے ایک گھر میں چوری ہو گئی۔ ان کی ساری نقدی اور زیورات چور لے گئے"۔ بچّے یہ بات سُن کر حیران رہ گئے۔

درمحمد نے اٹھ کر کہا۔ "جناب! اگر مالک جاگتے ہوتے تو چوری نہیں ہوتی"۔

ماسٹر صاحب نے کہا۔ "لوگ رات کو سوئیں یا جاگیں! یہی سبب ہے کہ شہر کے بہت سے لوگ اپنی نقدی اور زیورات بینک میں جمع کر دیتے ہیں"۔

صالح نے پوچھا۔ "جناب! یہ بینک کیا ہوتا ہے؟

ماسٹر صاحب۔ لوگ اپنی بچت کی رقم حفاظت کے لیے بینک میں رکھتے ہیں۔ ضرورت کے وقت وہ وہاں سے نکلوا کر کام میں لاتے ہیں۔ بینک لوگوں کو تھوڑے منافع پر قرض بھی دیتے ہیں۔ ایسے قرضے قسطوں میں بینک کو واپس کیے جاتے ہیں۔ بینک سے کسانوں اور تاجروں کو بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ بینک کارخانے داروں اور تاجروں کو قرضے بھی دیتے ہیں کچھ بینک ضرورت کے وقت لوگوں کو مکان بنوانے کے لیے بھی قرضے دیتے ہیں۔

پہلے کچھ دولت مند لوگ اپنے اپنے حصے ملا کر غیر سرکاری بینک کھولتے تھے غریب اور کم آمدنی والے اپنے اپنے حصے ملا کر کوآپریٹو یا امدادی بینک کھولتے تھے جو گورنمنٹ کی نگرانی میں چلائے جاتے تھے لیکن اب یہ تمام بینک حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیے ہیں۔ اب کوئی بینک غیر سرکاری نہیں ہے

سانگھڑ ضلع میں الائیڈ بینک، نیشنل بینک، حبیب بینک، یونائیٹڈ بینک، مسلم کمرشل بینک اور کوآپریٹو بینک ہیں۔

آٹھواں باب : آمد ورفت اور اطلاعات کے ذرایع

پکّے اور کچّے راستے

آج ماسٹر صاحب نے جماعت میں ایک ایسا نقشہ لٹکایا ہوا تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ " سانگھڑ ضلعے میں آمد ورفت کے راستے "۔ انھوں نے جماعت کو بتایا کہ " ہمیں گھومنے کے لیے برہمن آباد جودڑو چلنا ہے تو آئیے پہلے نقشے میں دیکھیں کہ ہمارے ضلعے میں کچّی اور پکّی سڑکیں کون سی ہیں ؟ "

ماسٹر صاحب نے کہا۔ " بچّو ! اس وقت یوں سمجھو کہ ہم سانگھڑ کے بس اسٹینڈ پر کھڑے ہیں "۔ انھوں نے نقشے میں سانگھڑ کے بس اسٹینڈ کا نشان دکھایا۔

بعد میں ماسٹر صاحب نے نقشے پر جماعت کو بتایا کہ " اس سڑک سے آپ بس میں سوار ہو کر شہداد پور جا سکتے ہیں۔ یہ پکّی سڑک ہے۔ اسی سڑک سے ہی آپ برہمن آباد جودڑو بھی دیکھ سکتے ہیں۔

شہداد پور میں کپاس کے کارخانے ہیں۔ وہ بس اسی راستے میں ٹھارولغاری جعفر لغاری ، رکن برڑا ، اور جھول کے شہروں سے گذرے گی۔ جھول میں کپاس کا کارخانہ ہے۔ شہداد پور سے ایک اور پکی سڑک گبچانی تک جاتی ہے۔

سانگھڑ سے بس کے ذریعے آپ جام نندے شہر کو بھی جا سکتے ہیں۔ سانگھڑ اور جام نندے کے درمیان پکی سڑک کا راستہ موجود ہے۔ آپ سانگھڑ کے بس اسٹینڈ سے بس کے ذریعے نواب شاہ کی طرف بھی جا سکتے ہیں یہ سڑک بھی پکی ہے۔ وہ بس اس سڑک پر دیھ بائیس ، کھڈڑو ، شاہ پور چاکر اور گبچانی کے شہروں میں کھڑی ہوگی۔

نقشہ ضلع سانگھڑ
کچا پکا راستہ - ریلوے لائن - تعلقہ اور بڑے شہر
ضلع خیر پور
تعلقہ سانگھڑ
تعلقہ کھپرو
بھارت
ضلع تھرپارکر
ضلع نواب شاہ
ضلع حیدرآباد
تعلقہ شہداد پور
تعلقہ سنجھورو
تعلقہ ٹنڈو آدم
نارا کنال
ناروواہ
سانگھڑ
سنجھورو
جھول
بوبی
نیا آباد
کھپرو
کھوڑی
پھلہڈیون
شاہ پور
سرہاری
شہداد پور
ٹنڈو آدم
نواب شاہ کی طرف
میرپور خاص کی طرف
نشان
ضلع کی حد
تعلقہ کی حد
کچا راستہ
پکا راستہ
ریلوے راستہ
شہر
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
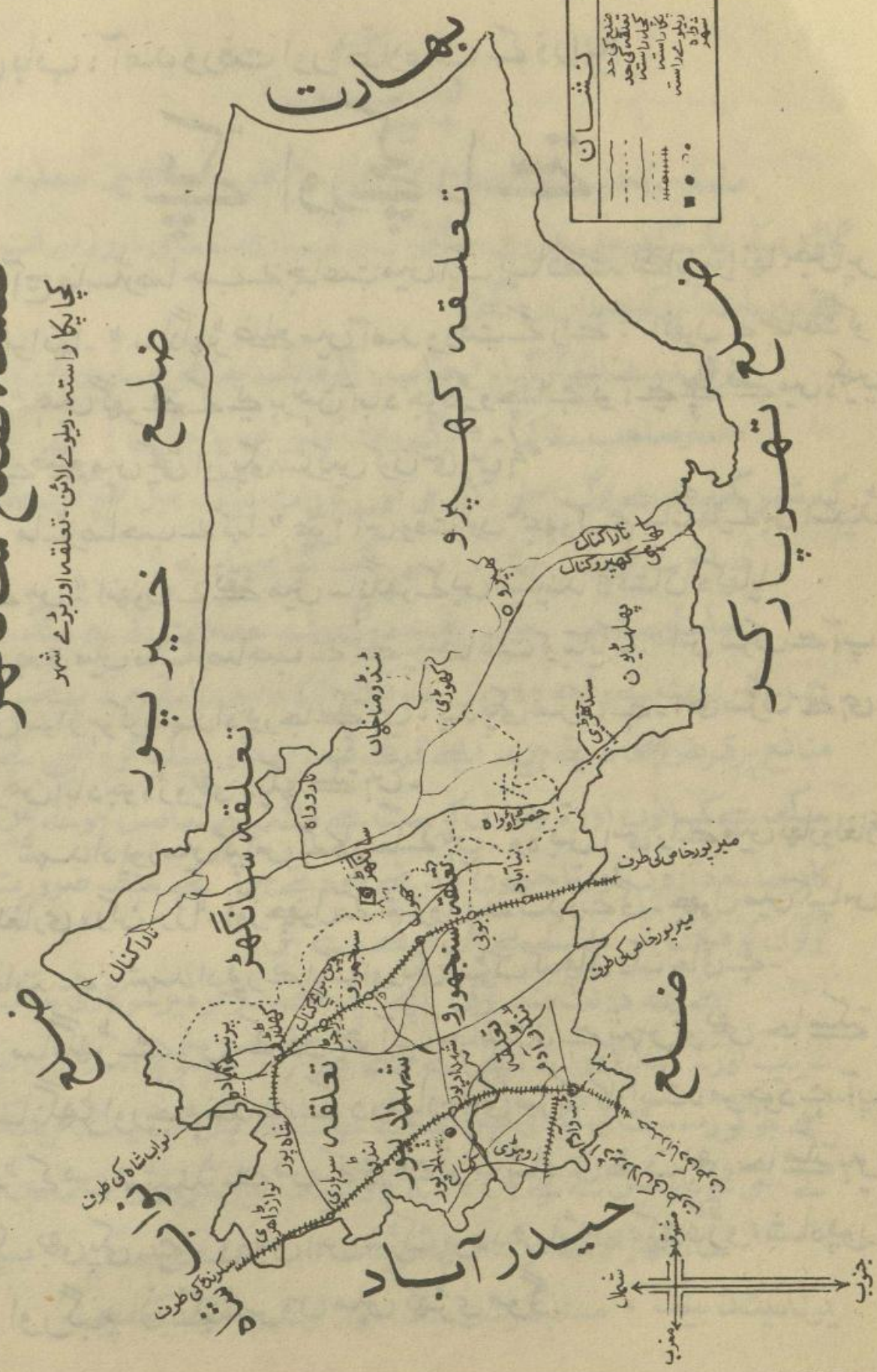
ٹنڈو آدم سے بھی ایک پکّی سڑک نکل کر جام نندے تک جاتی ہے۔ اس سڑک پر بیرانی ، جام نواز علی ، نئوں آباد ، کنڈیاری ، جام نندو اور کھپرو کے گاؤں آباد ہیں۔ ان کے علاوہ سانگھڑ ضلعے میں کھپرو سے میرپور خاص ، شاہ پور چاکر سے چوڈگی ، چوڈگی سے سرہاری اور سانگھڑ سے سنجھورے تک بھی پکّی سڑکیں جاتی ہیں۔

بچو! ان پکّی سڑکوں سے عوام کو بڑے فائدے ہیں۔ ان پر بس اور ٹرک بڑی آسانی سے چلتے ہیں۔ یہی نہیں سفر اور تجارت میں بھی کافی آسانیاں ہیں۔

ان پکّی سڑکوں کے علاوہ سانگھڑ ضلعے میں اور بھی بہت سارے کچّے راستے ہیں۔ یہ راستے کولتار اور پتھر سے نہیں بنائے گئے ، ان پر صرف کچّی مٹی ہی ڈالی ہوئی ہوتی ہے۔ کھپرے سے کھاہی اور کھپرو سے پھلہڈیوں کی طرف کچّی سڑکیں جاتی ہیں۔ کچّی سڑکوں پر بس اور ٹرک کے علاوہ اونٹ ، گھوڑے اور بیل گاڑیاں بھی چلتی ہیں۔

ریلوے لائین

ماسٹر صاحب آج سیر کے لیے بچّوں کو ریلوے اسٹیشن لے گئے۔ وہاں انھوں نے دیکھا کہ بہت سارے آدمی قطار میں ٹکٹ والی کھڑکی سے ٹکٹ لے رہے تھے۔ پلیٹ فارم پر ریل کی الگ الگ پٹڑیوں پر دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔

حیدر نے ماسٹر صاحب سے پوچھا۔ "جناب! یہ اتنی ساری گاڑیاں کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جائیں گی؟"

ماسٹر صاحب۔ بچو! وہ گاڑی جو کہ شمال سے آئی ہے ، وہ نواب شاہ سے آئی ہے اور حیدرآباد جائے گی۔ ہمارے ضلع میں اس کا ریلوے راستہ نواز ڈاہری

شہر سے شروع ہوتا ہے۔ اس راستے پر نواز ڈاہری، سرہاری، لنڈو اور شہداد پور وغیرہ کے اسٹیشن ہیں۔

وہ گاڑی جو کہ جنوب سے آتی ہے، وہ حیدرآباد سے آئی ہے اور نواب شاہ کی طرف جائے گی۔ ہمارے ضلعے میں، اس ریلوے راستے پر ٹنڈو آدم اور جلال مری جیسے اسٹیشن ہیں۔

ہمارے ضلعے میں ٹنڈو آدم ایک بڑا اسٹیشن ہے۔ اس کو جنکشن اسٹیشن بھی کہتے ہیں۔ یہاں سے ریلوے کا ایک راستہ سکرنڈ کو جاتا ہے۔ اس راستے حیدرآباد سے بھی گاڑیاں آتی ہیں۔ ہمارے ضلعے میں ریلوے کا ایک دوسرا راستہ بھی ہے۔ یہ میرپور خاص سے ٹنڈو میرو تک جاتا ہے۔ ہمارے ضلعے میں اس پر نئوں آباد، جھول، سنجھورو، پاک راجڑ، کھڈڑو، شاہ پور چاکر اور ٹنڈو میرو جیسے اسٹیشن ہیں۔

ڈاک خانہ اور تار گھر

نجمہ اور اُن کے والد ایک دن ، دونوں شہر گئے۔ ان کے والد ایک ایسی جگہ پر آئے جہاں لوگوں کی کافی بھیڑ تھی - آدمی ایک کھڑکی سے پیسے دے کر کارڈ اور لفافے لے رہے تھے - نجمہ کے والد نے بھی پیسے دے کر کارڈ اور لفافے لے لیے - وہاں پر ہی انھوں نے ایک کارڈ لکھ کر لال ڈبّے میں ڈال دیا۔

نجمہ یہ سب دیکھ رہی تھی - اس نے اپنے والد سے پوچھا - "ابّا جان ! یہ کون سی جگہ ہے ؟ آپ نے وہ کاغذ اس ڈبّے میں کیوں ڈالا ؟"

والد صاحب - بیٹے! یہ ڈاک خانہ ہے - یہاں سے کارڈ اور لفافے ملتے ہیں وہ لال ڈبّہ ہے - اس کو خطوط کا ڈبّہ بھی کہتے ہیں - اس میں لکھے ہوئے کارڈ اور لفافے ڈالے جاتے ہیں - ڈاک خانے والے وہ خطوط ان ڈبوں سے مقررہ وقت پر نکالتے ہیں پھر ان پر ڈاک خانے کی مُہر لگا کر باہر بھیجتے ہیں - ایسے لال ڈبّے بڑے شہروں میں لوگوں کی آسانی کے لیے مختلف مقامات پر لگے ہوئے ہوتے ہیں -

ڈاک خانے سے روپیہ اور دوسری چیزیں منگائی اور بھیجی جا سکتی ہیں - روپے منی آرڈر سے اور دوسری چیزیں پارسل سے بھیجی اور منگائی جا سکتی ہیں -

اس طرف جہاں بہت سارے تار لگے ہوئے ہیں وہ تار گھر ہے - اگر کوئی اطلاع جلدی بھیجنی ہو تو زیادہ پیسے دینے سے وہ تار گھر سے تار کے ذریعے بھیجی جاتی ہے - تار سے پیسے بھی بھیجے جا سکتے ہیں -

ہمارے ضلع سانگھڑ کے بڑے بڑے شہروں میں ڈاک خانے اور تار گھر دونوں ہی ہیں - لیکن چھوٹے چھوٹے گاؤں میں صرف ڈاک خانہ ہی ہوتا ہے -

ٹیلی فون آفِس

صالح نے تار گھر دیکھا ہوا تھا۔ وہ اپنے والد کے ساتھ شہر جا رہا تھا۔ اس نے ایک جگہ پر بہت سارے لگے ہوئے تار اور ان کے قریب تاروں کا کھمبا بھی دیکھا۔ اس نے اپنے والد سے پوچھا۔ "ابّا جان! کیا یہ بھی تار گھر ہے؟"

والد صاحب۔ نہیں بیٹے، یہ تار گھر نہیں ہے بلکہ یہ ٹیلی فون آفس ہے۔

چلو اندر چل کر دیکھیں یہ ٹیلی فون کا آلہ ہے۔ اس کے ۲ دو حصے ہیں۔ اس کے دونوں طرف سُوراخ ہیں۔ بات کرتے ہوئے اس کا ایک حصہ کان پر رکھا جاتا ہے تاکہ سُنا جا سکے اس کا دوسرا حصہ منہ کے آگے رکھا جاتا ہے تاکہ بولا جا سکے۔ اس کے ذریعے فاصلہ کتنا ہی کیوں نہ ہو، بات کی اور سُنی جا سکتی ہے۔ ٹیلی فون سے بات ایسے ہی ہوتی ہے جیسے آدمی آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کر رہا ہو۔ ٹیلی فون سے بہت سے فائدے ہیں۔

اس وقت ہمارے ضلعے کے ہر بڑے شہر میں ٹیلی فون کا انتظام ہے۔

نواں باب : ہمارے پیغمبر

حضرت آدم علیہ السّلام

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں سب سے پہلے جس انسان کو پیدا کیا وہ حضرت آدمؑ تھے۔ اللہ نے حضرت آدمؑ کے ساتھ بی بی حوّا کو بھی اس دنیا میں بھیجا۔ اللہ نے اپنی مہربانی سے حضرت آدمؑ کو وہ سب کچھ سکھادیا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ پھر حضرت آدم علیہ السّلام اور بی بی حوّا دونوں اس دنیا میں رہنے لگے۔ ان کی اولاد ہوئی اور اِس اولاد کے بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں۔ اسی طرح حضرت آدمؑ کی نسل بڑھتی رہی۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی۔ ویسے ویسے لوگ زمینوں پر دُور دُور آباد ہونے لگے۔ دُور رہنے کی وجہ سے، ان کا رہن سہن بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوگیا۔ ان کی خوراک اور دوسرے رسم و رواج میں بھی فرق آتا گیا۔ رفتہ رفتہ اِن کی زبانیں بھی الگ الگ ہوگئیں۔ آگے چل کر ان لوگوں نے اپنے لیے الگ الگ ملک بنالیے۔ آج اس زمین پر بہت سے ملک ہیں۔ ہر ملک میں لاکھوں آدمی رہتے ہیں۔ یہ سب لوگ اصل میں حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔

حضرت آدمؑ اس دنیا میں پہلے انسان ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پہلے پیغمبر بھی تھے۔ ان کی اولاد میں ہابیل اور قابیل بہت مشہور ہیں۔ حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کو سیدھے راستے پر چلنے کا حکم دیا اور بُرے کاموں سے روکا۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ہر انسان کو خدا کی عبادت کرنی چاہیے اور اگر اس سے کوئی غلطی ہو تو اس کے لیے اللہ سے معافی مانگنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور گناہوں کو بخشنے والا ہے، انسانوں کو وہی ہدایت دینے والا ہے۔

حضرت آدمؑ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہبری کے لیے بہت سے انبیائے کرام بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو نیکی اور سچائی کا راستہ دکھائیں، سب سے آخری نبی ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سب نبی اور تمام انسان حضرت آدمؑ کی نسل سے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

حضرت ابراہیمؑ جس قوم میں پیدا ہوئے وہ بتوں کو پوجتی تھی۔ سورج چاند اور ستاروں کو بھی اپنا خُدا سمجھتی تھی اور ان کے خیالی بُت بناکر ان کی عبادت کرتی تھی، قوم کے لوگ ان بتوں کو سجدہ کرتے تھے، فائدہ ہو یا نقصان، بیماری ہو یا صحت، ہر کام میں ان سے مدد مانگتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ نبی تھے، وہ اپنی قوم کی بھلائی چاہتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے لوگوں سے کہا کہ بتوں کی پوجا مت کرو، سورج اور چاند کی بندگی نہ کرو۔ کیوں کہ یہ تمہارے خُدا نہیں ہیں۔ خدا تو وہ ہے جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا ہے، وہ جس کو بچانا چاہے اُسے کوئی نہیں مار سکتا، اس لیے کہ موت اور زندگی کا مالک خدا ہے، یہ بت جھوٹے ہیں۔ میرا خدا سچا ہے۔ تم لوگ اُسی سچے خدا کی عبادت کرو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔

لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی وہ حضرت ابراہیمؑ کے دشمن بن گئے اور انہوں نے اپنے بادشاہ نمرود سے فریاد کی کہ "ابراہیمؑ ہمارے خداؤں (بتوں) کو جھوٹا کہتے ہیں اور لوگوں کو ان کی پوجا سے روکتے ہیں"۔ نمرود یہ سنتے ہی غصے سے آگ بگولا ہوگیا، اس نے حکم دیا کہ "ابراہیم کو آگ میں جلا دیا جائے"۔ بس حکم کی دیر تھی کہ ایک بڑا الاؤ روشن کیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو جلتا ہوا دیکھنے کے لیے

بہت سے لوگ آکر جمع ہو گئے۔ نمرود کے آدمیوں نے حضرت ابراہیمؑ کو اٹھا کر آگ میں پھینک دیا اور یہ سمجھے کہ ابراہیمؑ جل کر خاک ہو جائیں گے لیکن خدا بڑی قدرت کا مالک ہے، اس کی مہربانی سے آگ گلزار ہو گئی اور اتنی ٹھنڈی ہوئی کہ ابراہیمؑ سلامت رہے۔ سچ ہے خدا جس کی مدد کرے، دشمن اس کا بال بیکا بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت ابراہیمؑ آگ میں جلنے کے لیے ہنسی خوشی اس لیے تیار ہو گئے کہ ان کو یقین تھا کہ خدا کے سوا نہ تو کوئی مجھ کو مار سکتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچا سکتا ہے، اللہ کے راستے میں یہ ان کی پہلی قربانی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ کے ایک بیٹے کا نام اسماعیلؑ تھا۔ آپ کو اس بیٹے سے بڑی محبت تھی۔ ایک رات حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ "اپنے پیارے بیٹے اسماعیل کو خدا کی راہ میں قربان کر دو۔"

باپ نے بیٹے کو خواب کی بات بتائی۔ فرماں بردار بیٹا، اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ذبح کرنے لگے تو خدا کا حکم آیا کہ "اے ابراہیمؑ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔" تم بھی سچے ہو اور تمہارا بیٹا بھی سچوں میں سے ہے۔ اب اپنے ہاتھ کو روک لو، اپنے پیارے اور فرماں بردار بیٹے کے بدلے میں دنبے کی قربانی دو۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے نبی کی یہ قربانی بہت پسند آئی۔

ہم ہر سال خدا کی راہ میں حلال جانوروں کی قربانی دے کر حضرت ابراہیمؑ کی اس قربانی کی یاد مناتے ہیں اور سچے دل سے یہ عہد کرتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑی تو اللہ کی راہ میں اپنی سب سے پیاری چیز بھی قربان کر دیں گے۔ اس دن کو قربانی کی عید یا عید الاضحیٰ بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر مکہ میں

کعبتہ اللہ یعنی اللہ کا گھر بنایا

اللہ نے حکم دیا کہ " سب لوگ اس گھر کی طرف منہ کر کے عبادت کریں۔ یہ رحمت اور نجات کا گھر ہے "۔ اسی وجہ سے تمام مسلمان کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ لاکھوں مسلمان ہر سال خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ اس کا نام حج بیت اللہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں وہاں کا بادشاہ فرعون تھا۔ نجومیوں نے اس کو بتایا تھا کہ " بنی اسرائیل میں ایک بچّہ پیدا ہوگا جو تیری بادشاہت کو ختم کر دے گا "۔ اسی ڈر سے بنی اسرائیل میں جو لڑکا بھی پیدا ہوتا وہ فرعون کے حکم سے مار دیا جاتا۔ جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو ان کی ماں پریشان ہوئیں اور انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں بہا دیا۔ خدا کی قدرت کہ وہ صندوق فرعون کی بیوی کے ہاتھ آیا۔ وہ حضرت موسیٰ کو محل میں لے گئیں اور بڑی توجہ سے پروان چڑھا کر بڑا کیا۔

حضرت موسیٰؑ نبی تھے ان کو فرعون کا ظلم اور اس کی زیادتی بالکل پسند نہ آئی۔ انھوں نے سچّی بات کہہ دی جس کی وجہ سے فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو قتل کرانے کا ارادہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ مصر سے نکل کر مدین جا پہنچے، کچھ عرصہ وہاں رہ کر واپس مصر آ گئے۔

حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ "ایک رب کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو، ظلم کا مقابلہ کرو اور کسی ظالم سے نہ ڈرو،

فرعون اور اس کے وزیر ہامان کو یہ باتیں بالکل پسند نہ آئیں۔ انھوں نے بالآخر حضرت موسیٰؑ کو دربار میں بلایا جہاں حضرت موسیٰؑ نے اپنے "عصا" کا معجزہ دکھایا لیکن ظالم فرعون اور ہامان نے اس سے کوئی سبق نہ سیکھا۔ انھوں نے حضرت موسیٰؑ کی قوم پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے شروع کیے۔

حضرت موسیٰؑ نے مجبور ہو کر اپنی قوم کو مصر چھوڑنے کا مشورہ دیا۔ وہ پوری قوم کے ساتھ دریائے نیل کو عبور کر کے صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ فرعون نے بھی اپنا زبردست لشکر لے کر ان کا پیچھا کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا شکار ہو گیا اور اسی طرح اپنے لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر جا کر دعا مانگی اور اپنی قوم کی نجات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتاب نازل ہوئی اسے توریت کہتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آج سے تقریباً دو ہزار سال پہلے بنی اسرائیل کے قبیلے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت مریم تھا۔ حضرت عیسیٰؑ بچپن ہی سے نیک اور سچے تھے، جب وہ بڑے ہوئے اور اپنی قوم کے لوگوں کو بہت زیادہ خرابیوں میں مبتلا پایا تو انھیں برائیوں سے بچانا چاہا۔ آپ کو غریبوں، کمزوروں، بیماروں، مصیبت کے ماروں اور بھوکوں سے بڑی ہمدردی تھی۔ وہ لوگوں سے کہتے تھے۔ "جو تم سے دشمنی کرے تم اس سے نیکی کرو، جو تمھیں تکلیف پہنچائے تم اس کی بھلائی کے لیے دعا مانگو۔"

حضرت عیسیٰؑ نے قوم کی اصلاح کا کام غریبوں سے شروع کیا۔ ایک بار وہ خود دھوبی گھاٹ گئے اور دھوبیوں سے کہا کہ "تم دوسروں کے کپڑوں کی گندگی اور میل کچیل تو روز صاف کرتے ہو لیکن کبھی اپنے دل کے میل کچیل کو بھی صاف کیا ہے؟" دھوبیوں نے جواب دیا کہ آپ اس کے لیے ہمیں کوئی طریقہ بتائیں گے۔ ہم اس پر پورے طریقے سے عمل کریں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "خدا سے ڈرو اس پر ایمان لاؤ اور گناہ کے کاموں سے بچو، اس عمل سے تمھارا دل شیشے کی طرح صاف ہو جائے گا۔"

اس کے بعد آپ ایک تالاب پر گئے۔ وہاں مچھیرے مچھلیاں پکڑ رہے تھے، آپ نے ان کو بھی خدا کا راستہ بتایا اور فرمایا کہ "یہ دُنیا مچھلی کے جال کی طرح ہے، اپنے آپ کو اس میں پھنسنے سے بچاؤ، گناہوں سے دوری اختیار کرو۔"

حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی شفا رکھی تھی۔ آپ کسی بیمار یا قریب المرگ آدمی کو ہاتھ لگا دیتے تو اچھا بھلا ہو جاتا تھا۔ اسی لیے آپ کو "مسیح" (یعنی مُردوں کو زندہ کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

حضرت عیسیٰؑ نے یہ بھی فرمایا کہ "کوئی شخص اپنے بھائی کی چھوٹی بات پر ناراض نہ ہو۔ لوگوں کو اپنے پڑوسیوں سے محبت کرنی چاہیے۔ اپنے دشمنوں سے بھی اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔"

حضرت عیسیٰؑ کی پیروی کرنے والوں کو عیسائی کہا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتاب نازل ہوئی اُسے انجیل کہتے ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قریش کے مشہور قبیلے بنی ہاشم کے سردار عبد المطلب کے گھر میں ۱۲ ربیع الاول، مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ آپؐ کے والد کا نام عبد اللہ تھا۔ جو آپؐ کی پیدائش سے کچھ پہلے مدینہ کے قریب فوت ہو گئے تھے اسی لیے آپؐ کی پرورش آپؐ کے دادا عبد المطلب نے کی۔ دائی حلیمہ نے اپنا دودھ پلا کر آپؐ کو پروان چڑھایا۔ کچھ دن بعد آپؐ کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا ابھی آپؐ کی عمر مشکل سے آٹھ سال کی تھی کہ آپؐ کے دادا نے بھی وفات پائی۔ پھر آپؐ کی پرورش کی ذمہ داری حضرت علیؓ کے والد ابو طالب نے قبول کی۔ ابو طالب

رسولِ پاکؐ کے چچا تھے۔

رسول اللہؐ کی ولادت کے وقت عرب کی حالت قابل رحم تھی۔ بُت پرستی کے ساتھ ساتھ دنیا کی ہر بُرائی اور خرابی ان میں موجود تھی۔ آپؐ کو ان کی یہ حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوتا تھا۔ آپؐ تنہائی میں بیٹھ کر ان باتوں پر غور کرتے رہتے تھے۔

آپؐ نے بہت کم عرصے میں اپنی نیکی اور سچائی سے ایسا نام پیدا کیا کہ آپؐ کا لقب "صادق اور امین" پڑ گیا۔ لوگ اپنی اپنی امانتیں بھی آپؐ ہی کے پاس رکھواتے تھے۔

آنحضرتؐ مکّہ کی ایک شریف، نیک اور بیوہ خاتون خدیجہؓ کے تجارتی نمائندے بن کر شام، یمن اور بصرے کی طرف گئے۔ حضرت خدیجہؓ کو آنحضرتؐ کی ایمان داری اور محنت سے تجارت میں بڑا فائدہ ہوا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے اچھے کردار کو دیکھ کر آپؐ سے شادی کر لی۔ اس وقت آپؐ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔

جب آنحضرتؐ چالیس سال کے ہوئے تو آپؐ کے پاس پہلی بار غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کا فرشتہ آیا اور آپؐ کو یہ پیغام سنایا۔ "پڑھ، اپنے رب کے نام سے۔ جس نے یہ پوری دنیا بنائی"۔ پھر وہی فرشتہ اسی غار میں دوسری بار اللہ کا یہ پیغام لے کر آیا۔ " اے (نبوت) چادر اوڑھنے والے۔ اُٹھ اور اپنے قریبی عزیزوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا"۔ اور اس طرح اللہ نے آنحضرتؐ کو اپنا آخری نبی بنایا۔ آپؐ نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ کے چچازاد بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آپؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ آپؐ پر ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد آپؐ نے عام لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔ اس

بات سے مکے کے کافر آپؐ سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے آپؐ سے سارے سماجی اور معاشرتی تعلقات توڑ ڈالے۔ اس وجہ سے آپؐ کو اور مکے کے دوسرے مسلمانوں اور ان کی اولاد کو بہت تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔

نبوت کے دسویں سال آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب اور رفیقۂ حیات حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا۔ اسی وجہ سے آنحضرتؐ اس سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال کہتے تھے۔

نبوت کے تیرہویں سال آنجنابؐ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ گئے۔ ہجری سال اسی وقت سے شروع ہوا۔

مدینہ پاک میں پہنچنے کے بعد آپؐ کی کافروں سے کئی جنگیں ہوئیں۔ آخرکار عرب کے ساتھ، مکہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ آیا پھر یہی قوم جو کچھ عرصے پہلے تک خرابی، برائی اور پستی میں گرفتار تھی وہ برائیوں کو چھوڑ کر اور نیکی کے راستے پر چل کر دنیا کی ایک عظیم قوم بن گئی۔

آنجنابؐ ہجرت کے دسویں سال ذی الحجہ کو حج کرنے کے ارادے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں ایک اونٹنی پر چڑھ کر جو خطبہ ارشاد فرمایا ہے وہ اس وقت دین اسلام میں انسانیت کا صحیح اور بڑا پیغام مانا جاتا ہے۔ اس وقت عرفات کے میدان میں ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان خطبہ سننے کے لیے موجود تھے۔

ہجرت کے گیارہویں سال صفر کے مہینے میں آپؐ کو بخار آیا جو دن بہ دن بڑھتا گیا۔ آخرکار آپؐ کا ۶۳ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول کو وصال ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

ضلع سانگھڑ کی تاریخ

سنہ ۱۹۵۴ء میں سانگھڑ کو ضلعے کی حیثیت دی گئی - نواب شاہ ضلع سے تحصیل شہداد پور اور سنجھورو اور ضلعے تھرپارکر سے تحصیل کھپرو کو سانگھڑ ضلعے میں شامل کیا گیا۔

سانگھڑ کو ضلع بنے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن سندھ کے اس حصے میں جو تاریخی نشانات ملے ہیں۔ وہ بہت قدیم ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے یہاں دراوڑوں کی حکومت تھی۔ دراوڑوں نے سندھ میں موئن جو دڑو کی تہذیب کو جنم دیا جو دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ اس تہذیب کا عراق اور مصر کی قدیم تہذیبوں سے گہرا تعلق تھا۔

سندھ کو آریوں نے فتح کیا۔ پھر کسی زمانے میں یہاں قدیم ایرانیوں نے حکومت کی۔ سانگھڑ کی تحصیل سنجھورو میں قدیم شہر برہمن آباد کے کھنڈرات ملے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شہر ایران کے شہنشاہ بہمن نے بنوایا تھا۔ اس لیے شروع میں یہ شہر بہمن آباد کے نام سے مشہور رہا۔ اس زمانے میں اس شہر کے نزدیک سے دریا بہتا تھا۔ ایرانیوں کے بعد یہاں رائے خاندان کی حکومت قائم

ہوئی لیکن ان سے پھر برہمن خاندان نے حکومت لے لی۔ برہمن خاندان کا پہلا راجا چچ تھا۔ جس کے نام پر سندھ کی تاریخ کی اولین کتاب "چچ نامہ" ساری دنیا میں مشہور ہے۔ برہمن خاندان کی حکومت میں بہمن آباد کا نام تبدیل کر کے برہمن آباد رکھ دیا گیا۔

سنہ ۷۱۱ء میں برہمن خاندان کے آخری حاکم راجا داہر کو عرب سپہ سالار محمد بن قاسم نے شکست دی اور اس طرح سندھ پر عربوں کی حکومت قائم ہوئی۔ عربوں نے برہمن آباد کے پاس دریا کے دائیں کنارے نیا شہر منصورہ بنوایا اس طرح برہمن آباد کی رونق ختم ہوتی چلی گئی اور آہستہ آہستہ سانگھڑ ضلع کا یہ تاریخی شہر ختم ہو گیا۔

سنہ 1019ء میں محمود غزنوی جب ہندوستان کے سومنات کے مندر کو توڑ کر واپس جا رہا تھا تو راستے میں عربوں کا نیا تعمیر کیا ہوا شہر منصورہ تباہ کر دیا۔ اس کی وجہ اس کی وہاں کے حاکموں سے دشمنی تھی اس طرح سندھ کے یہ دونوں تاریخی شہر برہمن آباد اور منصورہ تباہ ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد کسی بڑے زلزلے یا دریا کا رُخ تبدیل ہونے سے یہاں جو کچھ تھا وہ تباہ ہو گیا۔ اِن دونوں شہروں کے صرف کھنڈرات پائے جاتے ہیں کچھ مورخین کا خیال ہے کہ عربوں نے برہمن آباد کی ہی زمین پر منصورہ کا شہر بنوایا تھا۔

سنہ ۱۳۲۱ء میں سندھ میں سومرو خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ سومروں سے سمو خاندان نے حکومت لے لی۔ جام نظام الدین عرف جام نندو اسی خاندان کا مشہور حاکم تھا۔ جام نندو کی حکومت کا دَور سنہ ۱۴۷۰ء سے سنہ ۱۵۰۸ء سندھ کا سنہری دور کہلاتا ہے۔ جام نندو کے بعد جام فیروز کے کم سِن ہونے کی وجہ

سے دولہا دریا خان نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ کچھ عرصے کے بعد جام فیروز نے اپنے وفادار سپہ سالار کو نکال دیا اور خود شاہ بیگ ارغون کے ہاتھوں شکست کھائی اور حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ دولہا دریا خان بھی اس لڑائی میں اپنے وطن کی حفاظت کی خاطر کود پڑے وہ اور ان کے دو بیٹے لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ اس طرح سندھ پر ارغونوں کی حکومت ہوگئی۔

ارغونوں کے بعد کچھ عرصے تک سندھ پر مغلوں کی حکومت رہی۔ انہوں نے سندھ پر بے حد ظلم وستم ڈھائے۔ آخرکار ان ظلموں سے تنگ آکر سندھ کے کلہوڑوں اور پنہوروں نے مغل حاکموں کا مقابلہ کیا۔ مجبوراً مغلوں نے سندھ کی حکومت کلہوڑوں کے حوالے کردی۔ کلہوڑوں کی حکومت نے سارے سندھ میں نہریں کھدوائیں اور زراعت کو ترقی دی۔ کلہوڑوں کی حکومت ختم ہونے کے بعد تالپر سندھ کے حاکم بنے۔ جن کو ۱۸۴۳ء میں انگریزوں نے حیدرآباد کے قریب میانی کی جنگ میں شکست دی اور سندھ پر قبضہ کرلیا۔ سانگھڑ ضلع کے حروں نے انگریزوں کے خلاف اپنے وطن کی آزادی کے لیے لڑائی شروع کی اور ۱۹۴۷ء تک یہ تحریک چلتی رہی۔ پاکستان قائم ہونے کے بعد سندھ پر سے انگریزوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

گیارھواں باب: ضلعے کی اہم شخصیت

محمد عثمان مری

بچّوں کو جماعت میں تقریریں کرنی تھیں۔ ہر ایک بچّہ تقریر کے لیے تیار ہو کر آیا تھا۔ ماسٹر صاحب نے سب سے پہلے تقریر کے لیے انور کو بُلایا۔ انور جماعت کے آگے آکر کھڑا ہوا اور تقریر کرنے لگا۔

"عزّت مآب ماسٹر صاحب! اور میرے ہم جماعت دوستو!

ہمارے ضلعے میں بہت سے دانا اور باہمت انسان گذرے ہیں۔ انھوں نے ہمارے ضلعے میں رفاہِ عامّہ یعنی عوام کی بھلائی کے اچھے اچھے کام کیے۔ آج میں آپ کو ایسے ہی ایک نیک مرد کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ وہ نیک انسان مرحوم محمد عثمان مری تھے۔

محمد عثمان مری ہمارے ضلعے کے ایک گاؤں بھٹ بھاشٹی میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے پرائمری تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی۔ اس وقت مسلمان تعلیم اور تجارت میں پیچھے تھے۔ اس ضلعے کے ریگستانی علاقے میں تعلیم حاصل کرنے کے وسائل ہی نہیں تھے۔ ان کی یہی آرزو تھی کہ تھر کے لوگ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی کوششوں سے ہی بھٹ بھاشٹی میں ہائی اسکول قائم ہوا۔ اور طلباء کے لیے ہاسٹل بھی تعمیر ہوا۔

وہ ہاسٹل میں رہنے والے طلباء کو کھانے پینے کے علاوہ کپڑا بھی دیتے تھے۔ یہی نہیں وہ انھیں کتابیں بھی مفت دیتے تھے۔

محمد عثمان مری ہاسٹل میں رہنے والے طلباء کو ان کے گاؤں تک آنے جانے کا کرایہ بھی دیتے تھے۔ اس کے علاوہ اسکول میں طلباء کے آنے جانے کے لیے انھوں نے سواری کا بھی مفت انتظام کیا تھا۔

ہمارے ضلع کے اس نیک مرد نے تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ اس فانی دنیا سے رحلت کی۔ باری تعالیٰ ان کی روح کو جنّت نصیب کرے۔ مرحوم محمد عثمان مری، ایک اچھے اور نیک انسان تھے۔ وہ غریبوں کے بے حد ہمدرد تھے۔ انھیں اپنی قوم و ملک سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کی قومی خدمات ہم کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔

تیارکردہ : سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، حیدرآباد
ومنظورشدہ محکمۂ تعلیم صُوبہ سندھ بطور سول ٹیکسٹ بک
برائے مدارس صوبہ سندھ

قومی ترانہ

پاک سر زمین شاد باد　　کِشورِ حسین شاد باد
تونشانِ عزمِ عالی شان　　اَرضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَرزمین کا نِظام　　قُوّتِ اُخوّتِ عوام
قوم، مُلک، سَلطنت　　پایندہ وتابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچم ستارہ و ہلال　　رہبرِ ترقّی وکمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال　　جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال

کوڈ نمبر S.T.B. 37　　379 سیریل نمبر

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	تعداد اشاعت	قیمت
اپریل ۱۹۸۴ء	اوّل	2000	3.70